

منی کے احکام اور استقلال منی پر تحقیقی مقالہ اہل علم کے لئے علمی اور فقہی تحفہ

غَايَةُ الْمُنَى لِأَحْكَامِ الْمُنَى

منی کے احکام شرعیہ اور استقلال منی کی تحقیق

تالیف

مفتی رشید احمد فریدی

استاذ مدرسہ مفتاح العلوم، تراج

ضلع: سورت گجرات

## ﴿ تفصیلات ﴾

نام کتاب:	غایۃ المُنیٰ لاحکام المُنیٰ
مؤلف:	مفتی رشید احمد فریدی
کتابت و سیٹنگ:	خلیل احمد بن رشید احمد فریدی
صفحات:	۸۸
تعداد:	۲۰۰۰
سن طباعت:	۱۴۳۸ھ
باہتمام:	مولانا محمد الیاس قاسمی زید مجرہ
ناشر:	مدنی حج گروپ، جامع مسجد ملّی (حیدرآباد)
قیمت:	.....

## ﴿ ملنے کا پتہ ﴾

- (۱) مدرسہ مفتاح العلوم، تراج ضلع: سورت
- (۲) مکتبہ علم و حکمت فریدی منزل، اٹالوہ
- (۳) مدنی حج گروپ، جامع مسجد، ملّی (حیدرآباد)

## فہرست مضامین

نمبر شمار	عناوین	صفحات
(۱)	مقدمہ: از مفتی نذیر احمد صاحب..... کشمیر.....	۷
(۲)	تقریظ: از مولانا ابراہیم صاحب پٹنی..... گجرات.....	۱۰
(۳)	تقریظ: از مولانا محمد اسحاق صاحب..... میوات.....	۱۱
(۴)	تقریظ: از مفتی رضاء الحق صاحب..... افریقہ.....	۱۲
(۵)	تقریظ: از مفتی طاہر صاحب غازی آبادی..... یوپی.....	۱۴
(۶)	تقریظ: از مولانا محمد اسلم صاحب فلاجی..... کنیڈا.....	۱۵
(۷)	تقریظ: از مولانا فضل الرحمن صاحب اعظمی..... افریقہ.....	۱۶
(۸)	تقریظ: از مولانا اختر امام عادل صاحب..... بہار.....	۱۷
(۹)	تقریظ: از مولانا محمد اکرام الحق صاحب..... راجستھان.....	۱۹
(۱۰)	تقریظ: از مفتی صبیح اختر صاحب..... آسام.....	۲۰
(۱۱)	تقریظ: از مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی..... دیوبند.....	۲۱
(۱۲)	تقریظ: از مولانا محمد انیس خاں صاحب..... تامل ناڈو.....	۲۳
(۱۳)	تقریظ: از مولانا حسان احمد صاحب..... مکہ المکرمہ.....	۲۴
(۱۴)	باعث تحقیق.....	۲۵

- (۱۵) ام القرى ”مکہ“ کا قدرتی وجود..... ۲۹
- (۱۶) بلد امین بلاد عالم سے ممتاز ہے..... ۲۹
- (۱۷) مسجد حرام، حرم اور میقات کے حلقے و مراتب..... ۳۱
- (۱۸) مکہ سے منی، مزدلفہ اور عرفات کا فاصلہ..... ۳۱
- (۱۹) مزدلفہ کے خصوصی احکام..... ۳۲
- (۲۰) منی کی حد و پیمائش..... ۳۲
- (۲۱) منی کی خصوصیات..... ۳۳
- (۲۲) منی کے مخصوص احکام..... ۳۴
- (۲۳) مکہ اور منی میں بناء و تعمیر کا فرق..... ۳۶
- (۲۴) منی میں بناء کی صریح ممانعت..... ۳۸
- (۲۵) منی کی آبادی کا حال..... ۴۰
- (۲۶) نزول منی کی حکمت شرعی..... ۴۱
- (۲۷) منی میں قیام مقتضائے عشق و منشاء شریعت بھی..... ۴۲
- (۲۸) مکہ، منی، مزدلفہ اور عرفہ آثار و مشاعر ہیں..... ۴۴
- (۲۹) مشاعر اربعہ کا استقلال دائمی ہے..... ۴۵
- (۳۰) حج کے ایام خمسہ اور منی..... ۴۶
- (۳۱) حضور ﷺ کا موضع ابطح میں قیام..... ۴۶
- (۳۲) ابطحاء کا محل وقوع..... ۴۸
- (۳۳) شہر مکہ کے حدود..... ۴۹

- (۳۴) بطحاء شرعاً مکہ میں داخل ہے ..... ۵۰
- (۳۵) منی مکہ معظمہ سے ظاہراً و شرعاً مستقل موضع ہے ..... ۵۲
- (۳۶) تائیدات ..... ۵۳
- (۳۷) شہر کی آبادی میں باغات و کارخانوں کا اعتبار نہیں ..... ۵۵
- (۳۸) حیثیت شرعی کا اعتبار ہوگا نہ کہ امر حسی کا ..... ۵۵
- (۳۹) فناء کی بحث ..... ۵۶
- (۴۰) فناء مصر کی تعریف ..... ۵۶
- (۴۱) فناء کی تقدیر و تحدید ..... ۵۷
- (۴۲) توابع مصر کی تفسیر ..... ۵۷
- (۴۳) خارج مصر شہود جمعہ کن پر واجب ہے ..... ۵۸
- (۴۴) مضافات متصلہ ہی تابع شہر ہیں ..... ۶۰
- (۴۵) فناء کا الحاق برائے صحت جمعہ ہے ..... ۶۱
- (۴۶) قصر و اتمام کا تعلق فناء متصلہ سے ہے ..... ۶۲
- (۴۷) خلاصہ بحث ..... ۶۳
- (۴۸) منی کے استقلال کا بیان ..... ۶۴
- (۴۹) منی اصطلاحاً فناء مکہ نہیں ہے ..... ۶۴
- (۵۰) منی کو فناء کہے جانے کی وجہ ..... ۶۵
- (۵۱) منی میں صحت اداء جمعہ کی بناء ..... ۶۶
- (۵۲) اقامت کی نیت فی موضع واحد شرط ہے ..... ۶۷

- (۵۳) دو مستقل موضع میں نیت اقامت معتبر نہیں ہے..... ۶۸
- (۵۴) مکہ اور منی دونوں بالذات اصل ہیں..... ۷۰
- (۵۵) ازالۃ الخفا عن استقلال المنی..... ۷۲
- (۵۶) منی کو جزء مکہ قرار دینے کے قیاسات کے جوابات..... ۷۴
- (۵۷) عام شہروں کے مخصوص میدانوں پر قیاس..... ۷۴
- (۵۸) خارج حرم تنعیم کو جزء شہر قرار دینے پر قیاس..... ۷۴
- (۵۹) منی کو فنائے مصر ”مکہ“ مان لینے پر قیاس..... ۷۵
- (۶۰) تقدیرات شرعیہ کے خلاف حاکم وقت کے فیصلہ پر اعتماد..... ۷۵
- (۶۱) مسعی شرعاً مسجد حرام سے مستقل ہے..... ۷۶
- (۶۲) بیوت ازواج مطہرات کے ادخال فی المسجد کی حیثیت..... ۷۷
- (۶۳) الحاق منی کے اثرات و ثمرات..... ۷۸
- (۶۴) خلاصہ تحقیق..... ۷۹
- (۶۵) مسک الختام..... ۸۲
- (۶۶) مراجع و مصادر..... ۸۵

## ﴿مقدمہ﴾

از: حضرت مولانا مفتی نذیر احمد صاحب کشمیری دامت برکاتہم

شیخ الحدیث و مفتی دارالعلوم رحیمہ، بانڈ پوری کشمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام نے اہل ایمان پر جو عبادات فرض کی ہیں ان میں ایک اہم اور اپنی منفرد خصوصیات کی حامل عبادت حج بھی ہے جو شرط استطاعت کے ساتھ فرض ہوتی ہے۔ ادائیگی حج میں مکہ المکرمہ کے قیام اور عمل طواف کے ساتھ عرفات، مزدلفہ اور منی کی حاضری اور ان مقامات مقدسہ میں مخصوص وقت کا قیام اور مناسک حج کی ادائیگی لازم ہے۔ مکہ، عرفات، مزدلفہ اور منی یہ چاروں مشاعر ہیں پوری اسلامی تاریخ میں منی، مزدلفہ حد و حرم میں شامل ہونے کے باوجود خارج مکہ ہی متصور ہوتے رہے اور اسی کے مطابق عمل ہوتا رہا۔ چنانچہ ایام حج میں نمازوں کے قصر و اتمام کا اہم مسئلہ اسی امر پر دائر رہا کہ یہ تینوں مقامات خارج مکہ ہیں۔ لیکن پچھلے بیس تیس سالوں سے شہر مکہ کے پھیلاؤ اور منی و مزدلفہ میں بعض ایسے عوامل کے پائے جانے سے کہ جنگی بناء پر یہ متبادر ہونے لگا کہ منی اب مکہ کا ایک ایسا محلہ بن گیا ہے کہ اب اسکی حیثیت مشعر ہونے کے باوجود خارج مکہ کی نہ رہی، نیا مسئلہ ابھرا اس صورت حال کے پیدا ہونے کی بناء پر نئے سرے سے غور و خوض شروع ہوا، تحقیقات کی گئیں، ان مقامات کے مشاہدہ کئے گئے اور اس سے آگے بڑھ کر باقاعدہ طویل اور تفصیلی بحث و تمحیص بھی ہوئی مگر اہل علم کا اس مسئلہ میں ایک متفقہ موقف سامنے نہیں آیا بلکہ اس سلسلہ میں دورائیں بنیں اور یہ دو نقطہائے نظر خود حرمین کے علمائے احناف میں بھی پائے گئے اور برصغیر کے دونوں ملکوں ہندوپاک کے علمائے دیوبند میں بھی۔

اس سلسلہ میں اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا ایک وسیع سیمینار ہوا اور جمعیتہ علمائے ہند کے ادارہ

”المباحث الفقہیہ“ کا فقہی اجتماع ہوا دونوں جگہ مفصل مقالے اور تحقیقی آراء پیش ہوئیں اور ہر جگہ یہ دو موقف برقرار رہے ایک یہ کہ منی مشعر ہونے کے باوجود اب شہر مکہ کا حصہ ہے اسلئے نماز کے مسئلہ قصر و اتمام اور آغاز و انتہائے سفر میں اس کے احکام بدل گئے جیسے تنعم کا حال ہے کہ وہ اہل مکہ کے لئے احرام باندھنے کی حد ہے مگر اب شامل بلد ہے جبکہ جعرانہ بھی اسی طرح احرام باندھنے کا مقام ہے مگر خارج بلد ہے۔ دوسرا نقطہ نظریہ ہے کہ منی مشعر ہے اور یہ کبھی بھی مکہ کا حصہ نہیں رہا اور آج بھی وہ خارج مکہ ہی ہے اور جن عوامل و علائم کی وجہ سے اسے شامل مکہ قرار دیا جا رہا ہے وہ اس درجہ قوی اور معتبر نہیں کہ منی کو داخل بلد قرار دیا جائے اور نماز کے قصر و اتمام وغیرہ کے مسئلہ میں تغیر ہو جائے،

ان دونوں آراء کے حاملین اہل فقہ و فتاویٰ ہیں دونوں طرف تحقیق کا جذبہ اور اخلاص کی حلاوت ہے دونوں طرف حق و صواب تک پہنچنے کی سعی اور خطا و انحراف سے بچنے کا داعیہ ہے چنانچہ دلائل اور مشاہداتی تحریریں دونوں طرف سے سامنے آتی رہیں بلکہ اس پر باقاعدہ کتابیں بھی لکھی گئیں اور ہر دو موقف کو مدلل کیا گیا اس صورت حال میں رفیق محترم جناب مولانا مفتی رشید احمد فریدی کی یہ کتاب جو تحقیقات انیقہ اور مسئلہ کو پوری دقت نظر سے سمجھنے کی ایک قابل تحسین کوشش کا شاہکار ہے، سامنے آرہی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ موصوف نے فقہی عبارات اور مسئلہ زیر بحث پر انکی تطبیق کی شاندار سعی فرمائی ہے، موصوف کو اللہ تعالیٰ نے خشک علمی موضوعات پر بحث و تحقیق کرنے، انکے لئے دلائل مہیا کرنے اور نقطہ اعتدال مدلل پیش کرنے کا مزاج عطا کیا ہے چنانچہ اس مسئلہ میں بھی یہی مزاج اور یہی حوصلہ سطر سطر سے عیاں ہیں اس تحریر میں انہوں نے منی کا تعارف، اسکے حدود، اسکی خصوصیات، اسکے مخصوص احکام، منی میں آبادی مستقلانہ ہونے کی تفصیلی تحقیق، منی کے مشعر ہونے اور اسکی حیثیت کے مستقل ہونے کی علمی تفصیل، منی کے فنائے مکہ نہ بننے کے دلائل اور منی کہ ہمیشہ الگ رہنے اور آئندہ بھی دونوں کی یہ استقلالی حیثیت برقرار رہنے کے عنوانات پر مفصل و مدلل تحقیق کی ہے

اخیر میں منی کو مکۃ المکرمہ کے ساتھ ملحق کرنے کے اثرات و ثمرات کے عنوان کے تحت تقریباً دس اہم ترین نتائج اور پھر خلاصہ تحقیق کے ذیل میں بھی دس مضبوط نکات پیش کئے ہیں جو بہر حال قابل غور ہیں، یقیناً اس پختہ اور مدلل علمی تحقیق سے یہ پہلو سامنے آیا ہے کہ منی اور مکہ موضعین ہیں اور دونوں کی حیثیت مستقلہ کبھی ختم نہ ہوگی دونوں کے احکام جو ہمیشہ سے ہیں اسی طرح برقرار رہیں گے اب تک اس مسئلہ پر یقیناً اہل علم و تحقیق نے خوب خوب لکھا ہے مگر منی کی استقلالی حیثیت کو اتنا منفتح کر کے لکھنے کی سعی صرف زیر نظر تحریر میں ہے۔

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے سیمینار میں اس موضوع پر تقریباً پچاس مقالے پیش ہوئے تھے اور بندہ راقم الحروف نے ہی ان مقالات کی تلخیص سے عرض مسئلہ پیش کیا تھا مگر اس میں بھی اس پہلو سے اتنی مفصل تحقیق پیش نہیں ہوئی تھی اور بالآخر اس سیمینار میں اس مسئلہ پر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا تھا، جمعیت علمائے ہند کے فقہی اجتماع میں بھی دونوں آراء سامنے رہیں اس لئے یہ طے ہوا کہ جسکو جس رائے پر اطمینان اور اعتماد ہے وہ اس پر عمل کرے۔

جناب مولانا مفتی رشید احمد فریدی کی یہ محنت اور تحقیق سامنے ہے اس میں انکی ژرف نگاہی ہے، مسئلہ کو منفتح اور مدلل کر کے پیش کرنے اور خصوصاً اس میں منی کے استقلالی حیثیت اور اسکے اثرات و ثمرات کو واضح کرنے کے بعد اب تمام اہل علم کے لئے غور و خوض اور اخذ و تسلیم کا ایک نیا باب سامنے آیا ہے اس قابل قدر ہی نہیں لائق تحسین محنت پر موصوف بھی اور دونوں طرح کا موقف رکھنے والے اہل علم بھی شدت سے اس انتظار کا حق رکھتے ہیں کہ اللہ کرے یہ مدلل تحریر کسی ایک نقطہ پر مجتمع ہونے کا ذریعہ بنے اور موصوف کے علمی استناد کے مزید پختہ ہونے اور قصر و اتمام کے مسئلہ میں وحدت پیدا ہونے کا ذریعہ بنے۔ آمین

العبد؛ نذیر احمد غفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿تقریظ﴾

از: جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا ابراہیم صاحب پٹنی دامت برکاتہم  
سابق استاذ حدیث و تفسیر جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

مسئلہ مجوش عنہا ایک حیثیت سے جدت اور حسن استخراج لئے ہوئے ہے، بہت مبرہن اور  
مدلل بیان کیا ہے۔ آفرین باد بریں ہمت مردانہ تو!  
فاضل مؤلف کی عرق ریزی کو حق تعالیٰ شائستہ قبولیت سے نوازے، اس کے ضمن میں کئی مفید  
مباحث بھی آگئے ہیں امید ہے کہ اہل علم حضرات پذیرائی فرمائیں گے۔

(مولانا) محمد ابراہیم پٹنی حفظہ اللہ تعالیٰ

۱۶/ صفر المظفر / ۱۴۳۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿تقریظ﴾

از: حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب تلمیذ حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی  
 و امیر شریعت صوبہ ہریانہ و شیخ الحدیث دارالعلوم، نوح، میوات مدظلہ العالی  
 حامداً و مصلیاً

مکرم و محترم جناب مولانا مفتی رشید احمد فریدی صاحب زیدت معالیہ کی تالیف  
 مفید ”غایۃ المنیٰ لاحکام متعلق بالمنیٰ“ کا بغرض استفادہ مطالعہ کی سعادت حاصل ہوئی۔  
 حضرت مفتی صاحب کی تحقیق اینق طالب حق کے لئے کافی و وافی ہے۔ احقر قلیل  
 البصاعتہ بارگاہِ صمدیت میں دست بدعا ہے حق تعالیٰ شانہ مراحم خسروانہ سے قبولیت سے ہمکنار  
 فرما کر نفع کو عام و تمام فرمائیں آمین،

طالب دعا

محمد اسحاق وقاہ اللہ خزی یوم التلاق میواتی  
 دارالعلوم میوات، نوح۔ میوات، ہریانہ، الہند  
 ۲۵/ربیع الاول ۱۴۳۳ھ - ۶/۱/۲۰۱۶

﴿تقریظ﴾

از: حضرت مولانا مفتی محمد رضا الحق صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث و صدر مفتی دارالعلوم زکریا، لہینشیا، ساؤتھ افریقہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم حضرت مولانا مفتی رشید احمد فریدی حفظکم اللہ تعالیٰ و رعاکم

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کافی دنوں سے آپ کا مقالہ پڑھا تھا اور پڑھا تھا، نااہلی کے باوجود اس پر کچھ لکھنے کا ارادہ تھا لیکن اسغال کے ہجوم اور درس و تدریس کی مشغولیت کی وجہ سے تاخیر ہوئی، کچھ ٹوٹا پھوٹا تالیفی کام بھی معاونین کی مدد سے چل رہا ہے وہ بھی گلے میں اٹکا رہتا ہے، آپ کی دوبارہ یاد دہانی نے چونکا دیا اور اب مختصر تحریر لکھتا ہوں، جو مسافر حاجی مکہ مکرمہ پہنچ کر ۱۵/ دن سے کم قیام کر کے ۸/ ذی الحجہ کو منی چلا جائے، زمانہ قدیم سے فقہائے احناف اسکو مسافر سمجھتے ہیں چند سال قبل ایک نیافتوی دریافت ہوا جسکی روشنی میں منی کے ایام کو مکہ مکرمہ کے قیام کے ایام کے ساتھ ملا کر شمار کیا جاتا ہے اور منی کو مکہ مکرمہ کا جزء سمجھتے ہیں جب سے یہ نظریہ دریافت ہوا منی میں نمازوں کی امامت کے سلسلہ میں اختلافات پروان چڑھے بلکہ کبھی کبھی اختلاف جھگڑے کی شکل اختیار کرتا، اس سلسلہ میں کراچی پاکستان میں علامہ بنوری ٹاؤن کے جامعہ میں ایک اجتماع ہوا اس اجتماع میں بندہ بھی شریک ہوا اس اجتماع میں اور اس سے پہلے ہماری رائے اور فتویٰ یہ تھا کہ منی مکہ مکرمہ کا جزء نہیں اور فتاویٰ دارالعلوم زکریا جلد سوم از

ص ۵۱۸ تا ۵۳۳ میں اس پر مفصل کلام اور شرکائے کانفرس کی آراء کا خلاصہ بھی درج ہے۔  
 اب مقالہ سے متعلق اہل علم کی خدمت میں عرض ہے کہ حضرت مفتی رشید احمد فریدی صاحب نے اس مسئلے کا ایک نئے زاویہ سے جائزہ لیا اور انفصال منی کو مختلف و متعدد دلائل سے واضح فرما کر قدیم فتوے کی موافقت اور وکالت فرمائی ہے۔

مفتی صاحب حسن اتفاق سے حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے خلیفہ اور ہمارے خواجہ تاش ہیں، بندہ عاجز کو مفتی صاحب کے اس مقالے سے اتفاق ہے مقالے کا جو نام مفتی صاحب نے تجویز فرمایا، چونکہ اس سے مقالے کے مضمون کا اجمالی علم نہیں ہوتا اس لئے بندہ کی ناقص رائے یہ ہے کہ اگر اس کا نام ”غایۃ المنی بانفصال المنی“ یا ”غایۃ المَرام فی انفصال منی عن البلد الحرام فی خیر القرون وفی هذا الزمان“ رکھا جائے تو مناسب ہوگا، فقط والسلام

کتبہ: (حضرت مفتی) رضاء الحق (حفظہ اللہ و رعاه)

دارالعلوم زکریا، لہنیشیا، جنوبی افریقہ

مؤرخہ: ۳۰/ربیع الثانی/۱۴۳۷ھ

مطابق: ۱۰/فروری/۲۰۱۶ء

## ﴿تقریظ﴾

از: حضرت مولانا مفتی محمد طاہر صاحب غازی آبادی دامت برکاتہم

مفتی مظاہر العلوم سہارنپور، یوپی

منی مکہ میں داخل ہو گیا ہے یا حسب سابق خارج ہے، یہ مسئلہ ایک طویل عرصہ سے اہل علم و افتاء کے مابین موضوع بحث بنا ہوا ہے بحث کی وجہ یہ ہے کہ اسکا مکہ میں دخول یا خروج اس مسافر حاجی کے حکم پر اثر انداز ہے جس کا ایام منی سمیت مکہ میں مجموعی قیام پندرہ روز ہو جاتا ہو، پہلی صورت میں اسکے احکام سفر ختم ہو جائیں گے اور دوسری صورت میں وہ بدستور مسافر شمار ہوگا۔

مگر یہ مسئلہ منی کی اصل حیثیت کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے، منی کو تاحال جو مکہ سے خارج قرار دیا جاتا رہا ہے اسکی اصل وجہ اس کا شعار ہونا ہے نہ کہ بُعد مسافت، اور اسکا شعار ہونا قرآن و سنت کی نصوص سے بھی ظاہر ہے نیز امت کے ذہن میں بھی اس کا یہی تصور مرتسم رہا ہے، اسکا تقاضہ یہ ہے کہ منی از روئے مسافت مکہ سے اتصال کے باوجود مستقل مقام شمار ہو، مسعی اس کی واضح مثال ہے باوجودیکہ وہ مسجد حرام کے بیچوں بیچ آگیا ہے مگر اس کو اسی لئے مسجد کا حصہ قرار نہیں دیا گیا کہ وہ شعار ہے جو کسی کے تابع نہیں ہوا کرتا۔

پیش نظر رسالہ میں منی کی اسی حیثیت پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی گئی ہے رسالہ کے مرتب مولانا مفتی رشید احمد فریدی صاحب زید فضلہ ہیں، موصوف کا مزاج تحقیقی ہے اس سے قبل بھی انکے متعدد تحقیقی رسائل شائع ہو چکے ہیں اس رسالہ میں بھی ان کا یہ مزاج جلوہ فگن ہے۔ حدیث، فقہ اور تاریخ کی کتابوں کے حوالہ سے انہوں نے مسئلہ کی تحقیق و تنقیح فرمائی ہے رسالہ کی زبان بھی سلیس اور رواں ہے، اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائیں اور اسکو ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

العبد محمد طاہر عفا اللہ عنہ۔ (مفتی) مظاہر العلوم، سہارنپور ۱۴۳۷ھ / ۲۹/۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿تائید﴾

از: مولانا محمد اسلم صاحب فلاحی مفتاحی

شیخ الحدیث مدرسہ عربیہ ٹورنٹو (کنیڈا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عزیزم مولانا ادریس سلمہ! بندہ نے آپ کا عنایت کردہ مقالہ ”غایۃ المنی لاحکام تتعلق

بالمنی“ کا بغور مطالعہ کیا۔ بندہ صاحب مقالہ کی تحقیق سے شرح صدر کے ساتھ متفق ہے

یعنی گو منی کا مکملہ المکرمہ سے رسماً اتصال ہے مگر حکماً مستقل اور خارج مکملہ ہے۔

توارث اور اجماع کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم

راقم محمد اسلم غفرلہ الفلاحی المفتاحی

حال مقیم کنیڈا، ٹورنٹو

مؤرخہ: ۲۳/ شعبان المعظم/ ۱۴۲۳ھ

بروز پیر۔ مطابق: ۳۰/ مئی/ ۲۰۱۶ھ،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿تصدیق﴾

از: حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب اعظمی مدظلہ العالی

تلمیذ رشید محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمیؒ

شیخ الحدیث جامعہ عربیہ آزاد ویل ساؤتھ افریقہ و

سابق استاذ حدیث وفقہ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک گجرات

مدت دراز سے یہ لکھا اور فتویٰ دیا جا رہا ہے کہ جو شخص حج کے زمانہ میں مکہ مکرمہ پہنچے اگر ۸/

ذی الحجہ کو حج کیلئے منیٰ جانے سے پہلے اس کے پندرہ دن ہوتے ہیں تو وہ مقیم شمار ہوگا ورنہ وہ مسافر ہوگا اور رباعی کا قصر کرے گا۔ ایام منیٰ و مزدلفہ وغیرہ کو شامل کر کے ۱۵/ دن نہیں گنیں گے۔

لیکن چند سال قبل کچھ علماء کرام نے یہ نئی بات نکالی کہ مکہ، منیٰ، مزدلفہ کثرت آبادی اور بلڈگوں کی کثرت کی وجہ سے ایک ہو گیا ہے لہذا ایام منیٰ کے ساتھ اگر حاجی ۱۵/ دن مقیم ہے تو وہ مقیم شرعی شمار ہوگا مگر چونکہ یہ جگہیں شعائر میں سے ہیں شریعت نے تحدید کردی ہے اسلئے یہ جگہیں الگ الگ ہی رہیں گی ایک نہیں ہو سکتیں، اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہو گیا۔

عزیز مفتی رشید فریدی سلمہ نے اس پر ایک رسالہ تیار کر دیا ہے اور پرانے قول کی تائید پیش کی

ہے، میں بھی اس سے متفق ہوں اور اسی کو صحیح سمجھتا ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب

فضل الرحمن اعظمی

۷/ ربیع الثانی / ۱۴۳۸ھ

۶/ ۱/ ۲۰۱۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿تقریظ﴾

از: حضرت مولانا اختر امام عادل صاحب مدظلہ العالی

حضرت مولانا رشید احمد فریدی (مدرسہ مفتاح العلوم تراج، گجرات) ایک محقق عالم دین ہیں وہ کسی مسئلہ کا بہت گہرائی اور باریکی کے ساتھ جائزہ لیتے ہیں، اللہ پاک نے ذہن اخاذ اور فکر زودرس سے نوازا ہے طبیعت میں سلامتی ہے کتابوں پر نظر ہے، ذوق و وجدان میں علم کی محبت رچی بسی ہے، وہ گجرات جیسی سہولت بخش ریاست میں رہ کر علم و تحقیق کی خاردار وادیوں میں سفر کرنے سے نہیں گھبراتے، اس سے قبل کئی اہم اور حساس مسائل پر انہوں نے داد تحقیق دی ہے اور اہل علم سے خراج تحسین پیش کی ہے۔۔۔۔۔ اب زیر بحث مسئلہ موصوف کی تحقیقات عالیہ کا رمزگاہ بنا ہے۔۔۔ یہ مسئلہ ادھر کئی برسوں سے اہل علم کے درمیان موضوع بحث بنا ہوا ہے منی کا الحاق مکہ معظمہ کے ساتھ ہوا ہے یا نہیں؟ دونوں طرح کی رائیں ہیں، مشاہدات دونوں قسم کے ہیں، دلائل کی بھی کمی نہیں ہے ان دونوں کے بیچ ایک تیسرا نقطہ نظر ممبئی فقہی اجتماع کے دوران سامنے آیا وہ یہ کہ منی ایک مستقل مشعر ہے اس لئے اس کا الحاق ممکن نہیں، قدرت نے ہی اسکو بلکہ مستقلہ کا درجہ دے دیا ہے۔۔۔ میں ممبئی کے فقہی اجتماع میں شریک تھا بلکہ اکابر کی مجلس اعلیٰ میں بھی میں برابر شریک رہا ممبئی میں اس نقطہ نظر کے حاملین کی تعداد بہت زیادہ نہیں تھی، اور نہ اس پر علمی طور پر زیادہ دلائل آسکے تھے، اجتماع کے کچھ دنوں کے بعد مولانا رشید احمد فریدی صاحب دامت برکاتہم کی یہ

تحریر مجھے موصول ہوئی میں نے محسوس کیا کہ اگر یہ تحریر ممبئی میں سامنے آگئی ہوتی، تو یہ مسئلہ سہ آتشہ بن سکتا تھا، اور بحث و تمحیص کے کئی نئے گوشے سامنے آسکتے تھے، اللہ پاک جزائے خیر دے مولانا فریدی صاحب کو، انہوں نے کافی دقت نظر کے ساتھ اس مسئلہ کا جائزہ لیا ہے اور مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے، ہر پہلو پر اپنی فکر و تحقیق کے مطابق حوالے بھی دئے ہیں اور اس طرح ایک وسیع کتاب تیار کر دی ہے، لب و لہجہ اتنا سنجیدہ، متین اور معقول ہے اور ترتیب اتنی اچھی اختیار کی ہے کہ حوالہ جات اور تحقیقات کی کثرت کے باوجود کتاب بوجھل معلوم نہیں ہوتی..... ممکن ہے کہ کسی کو مولانا کے نظریہ سے اختلاف ہو لیکن انکی محنت و حسن تحقیق سے انکار کرنا ممکن نہیں، فجزاہم اللہ احسن الجزاء، میں مولانا کی اس عظیم کوشش پر دل کی گہرائی سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

اختر امام عادل

خادم جامعہ ربانی منور اشرف، سمسٹی پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿تقریظ﴾

از: حضرت مولانا محمد اکرام الحق صاحب مدظلہ العالی

شیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ لطیفیہ - سردار شہر، راجستھان

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ احقر نے حضرت مفتی رشید احمد فریدی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا تحریر کردہ مقالہ ”غایۃ المنی لاحکام المنی“ بغور پڑھا مفتی صاحب نے منی خارج مکہ ہے اس پر اس قدر سیر حاصل بحث اور تحقیق اہیق پیش کی ہے اور اتنے دلائل و براہین اور شواہد و خصوصیات پیش کر دی ہے کہ جسکے نتیجہ میں برملا یہ کہنا بجا اور برحق ہو گیا ہے کہ منی حسب سابق خارج مکہ ہے اور ذہن صافی اور انصاف پسند مزاج کے لئے جادہ مستقیم تلاش کرنے میں یہ مقالہ کافی اور وافی ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کے دیگر مقالات کی طرح اس مقالہ کو بھی شرف قبولیت سے نوازے

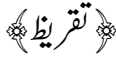
، ذخیرہ آخرت اور ذریعہ نجات بناوے۔ آمین

احقر: محمد اکرام الحق عفی عنہ

خادم التد ریس مدرسہ اسلامیہ لطیفیہ تعلیم القرآن

سردار شہر چورو، راجستھان

۳/ رمضان المبارک / ۱۴۳۸ھ



از: حضرت مولانا مفتی محمد صبیح اختر زید مجدہم

شیخ الحدیث و مفتی جامعہ اسلامیہ جلالیہ ہوجائی، آسام

حامد اومصلیٰ و مسلما، اما بعد

حضرت مفتی رشید احمد فریدی صاحب زیدت معالیہ کا مرقوم مقالہ ”غایۃ المنی لاحکام المنی“ کا بندہ نے حرفاً حرفاً مطالعہ کیا اور الحمد للہ خوب استفادہ کیا ماشاء اللہ حضرت مفتی صاحب زید مجدہ نے منی کی استقلالی حیثیت کو مدلل بیان فرما کر عدم الحاق بمکہ کو پر زور انداز میں ثابت فرمایا ہے پورا رسالہ علمی اور تحقیقی ہے اور اپنے موضوع پر کافی، وافی اور شافی ہے۔

مگر چند سالوں سے بعض اہل علم و فتویٰ منی بلکہ مزدلفہ کو بھی مکہ مکرمہ کا تابع مان رہے ہیں اور اتمام و قصر میں موضع واحد مان کر حجاج کرام کو اتمام کرنے کا فتویٰ دے رہے ہیں جبکہ ہمارے اکثر اکابر اور مرکزی اداروں کا فتویٰ عدم الحاق ہی کا ہے چنانچہ دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارنپور کے دارالافتاء اور صدر مفتی، شیخ الحدیث اور تبصر علماء کی یہی رائے ہے اور یہی جمہور سلف کی متفقہ رائے ہے۔

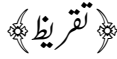
چونکہ مقالہ خالص علمی و تحقیقی ہے، اسلئے بندہ کی ناقص رائے ہے کہ چند صفحات میں عام فہم زبان میں منی کے عدم الحاق کو فتویٰ کی شکل میں الگ کر کے شائع کیا جائے تاکہ عامۃ المسلمین زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکیں اور حج کے موقع پر الجھن میں مبتلا نہ ہوں،

رب کریم حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی کی محنت کو شرف قبولیت سے نواز کر رسالہ کو خواص و

عوام کے لئے مفید بنائے۔ آمین یا رب العلمین۔ فقط والسلام محمد صبیح اختر عفا اللہ عنہ

خادم التدریس والافتاء، جامعہ اسلامیہ جلالیہ ہوجائی، آسام

۶/ رمضان ۱۴۳۸ھ، مطابق ۲/۶/۲۰۱۷ء



از: حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم صاحب نعمانی مدظلہ العالی

خليفة حضرت فقيه الامت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ و مہتمم دارالعلوم دیوبند، یوپی

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

مشاعر مقدسہ منی، مزدلفہ اور عرفات کے مستقل مقامات اور مکہ مکرمہ سے جدا ہونے کا مسئلہ متقدمین کے یہاں کبھی موضوع بحث نہیں رہا لیکن مکہ مکرمہ کی وسعت پذیر آبادی اور تعمیرات کی توسیع کی بناء پر گزشتہ چند برسوں سے یہ مسئلہ موضوع بحث بن گیا کہ آیا اب منی مکہ مکرمہ کا جزء بن کر داخل بلد ہو گیا یا حسب سابق وہ مستقل اور علاحدہ ہے۔ برصغیر کے کچھ موقر مفتیان کرام نے یہ فیصلہ کر دیا کہ اب منی مکہ مکرمہ میں شامل ہے، لہذا حاجی کے مقیم یا مسافر ہونے کے لئے مدت قیام میں یوم الترویہ کو بھی شامل کیا جائے گا پھر مزید ترقی کرتے ہوئے مزدلفہ کو بھی شامل کر دیا گیا اور عرفات کے میدان میں چونکہ شب گزاری نہیں ہوتی اسلئے اس کو نظر انداز کرتے ہوئے حج کے پانچ ایام اور اس سے پہلے اور بعد کے تمام ایام کو متصل شمار کر کے قصروا تمام کا فیصلہ کیا جانے لگا۔

ان مفتیان کرام کے فیصلوں سے متاثر ہو کر منی میں بندہ نے بھی ایک سے زائد سفر حج میں اسی بناء پر اتمام کیا بلکہ جمعہ کی نماز بھی اداء کی لیکن دیوبند جانے کے بعد جب مفتیان کرام سے اس مسئلہ میں مراجعت کی تو محسوس ہوا کہ آبادی کی وسعت کے باوجود مشاعر مقدسہ کی شرعی حیثیت میں کوئی فرق نہیں پڑا ہے چنانچہ اپنی رائے تبدیل کر کے اب سفر حج

کے دوران بندہ سابق طریق پر عمل پیرا ہے۔

زیر نظر تحریر جناب مولانا مفتی رشید احمد فریدی کی اسی مسئلہ سے متعلق تحقیقی تحریر ہے جس سے مسئلہ پوری طرح منقح ہو کر سامنے آ جاتا ہے کہ منی کی شرعی حیثیت میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی وہ ہمیشہ موضع مستقل رہے گا، نہ وہ داخل مکہ مکرمہ ہو سکتا ہے نہ فنائے شہر میں شمار کیا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرمائے اور لوگوں کو استفادہ کی توفیق بخشے، آمین

(مفتی) ابو القاسم نعمانی غفرلہ

مہتمم دارالعلوم دیوبند

۲۸/۹/۳۸ھ

## ﴿تقریظ﴾

از: حضرت مولانا محمد انیس خاں صاحب مدظلہ العالی

شیخ الحدیث و مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم، سلیم، تاملناڈو

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم وآلہ و صحبہ اجمعین، و بعد

خالق لم یزل ولا یزال نے کائنات کی تخلیق کے ساتھ اسکی تشریح کے لئے انبیاء و رسل اور کتب کو بھیجا اسی کی آخری کڑی کے طور پر سرتاج رسل احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و صحبہ نیز قرآن پاک کو متعین فرمایا۔ حرم پاک اور مشاعر مقدسہ کی تعین و تحدید کے ساتھ ساتھ اسکی استقلالی حیثیت کو برقرار رکھنے کے لئے انکو ایسے احکام، اعمال اور عبادات کے ساتھ جوڑ دیا کہ جن سے تاقیامت انکا تقدس برقرار رہے، ظرف کی عظمت مظروف کی رفعت کو مستلزم ہے یہ اسی وقت تک قائم رہے گا جب تک انکو شارع علیہ الصلاۃ والسلام کے نیچ پر باقی رکھا جائے۔

”غایۃ المنی لاحکام المنی“ اسی مقصد کے پیش نظر لکھا گیا ایک تحقیقی رسالہ ہے جو اپنے طریق پر فائز المرام ہے صدیق مکرم مولانا الحاج مفتی رشید احمد فریدی صاحب دام ظلہ کا اشہب قلم تحقیق و تدقیق کے میدان میں رواں دواں رہتا ہے اور منزل مقصود تک پہنچ کر سانس لیتا ہے۔ مفتی صاحب محترم زاد لطفہ نے مشاعر مقدسہ کی استقلالی حیثیت کو متفق مذہب حضرت الامام محمدؐ، ائمۃ الفقہ، کتب فتاویٰ اور اصحاب الفتاویٰ کے حوالہ جات کے ذریعہ باحسن وجوہ ثابت کر دیا ہے۔ لہذا اب گنجائش نہیں رہتی کہ ”منی“ کو الحاق بکلمۃ المکرّمہ کے مسئلہ میں انتشار کا موقع دیا جائے۔ خلف کو سلف کی راہ پر گامزن رہنے

میں امن و فلاح متیقن ہے، واللہ الموفق۔ ہذا ما عندی وعند اللہ هو الصواب۔ العبد الفقیر الی اللہ

محمد انیس خاں قاسمی مدیر مدرسہ مظاہر العلوم، سلیم۔ تامل ناڈو و دارالعلوم زکریا، دیوبند۔ یوپی

۱۰/ شوال المکرّم/ ۱۴۳۸ھ ۵/ جولائی/ ۲۰۱۷ء، یوم الاربعاء

﴿تقریظ﴾

از: حضرت مولانا حسان احمد صاحب المکی مدظلہ العالی

خلیفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

محترم جناب مفتی رشید احمد فریدی صاحب زید مجدہ کی تالیف ”غایۃ المنی لا حکام تتعلق بالمنی“ کا مطالعہ کیا امید ہے کہ ان شاء اللہ حضرت مفتی صاحب کی یہ تحقیق طالب کے لئے کافی ہوگی الحمد للہ میرا قیام عرصہ دراز سے مکہ مکرمہ میں ہے اور لوگ حج کے مسائل دریافت کرتے رہتے ہیں تو منی کے مسئلہ میں میرا یہی کہنا ہے کہ مشاعر کا حکم مستقل ہے۔

اس تحقیقی رسالہ سے مجھے بھی اطمینان ہوا اور اب لوگوں کو یہ مسئلہ بتانے میں سہولت ہوگی، اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کی اس تحقیق و تالیف کو قبول فرمائے اور نفع عام و تمام فرمائے۔

طالب دعا

خادم الكتاب و السنة بالبلد الحرام



حسان احمد مہاجر مدنی مقیم مکہ مکرمہ

۱۴۳۸/۱۱/۲۵

## ﴿باعث تحقیق﴾

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد۔

چند سال قبل سے یہ مسئلہ اہل علم کے درمیان موضوع بحث بنا ہوا ہے کہ منی کو داخل مکہ کیا جائے یا نہیں؟ اور دخول کی بناء شہر مکہ کی بڑھتی ہوئی وہ آبادی ہے جو شرقی جانب سے منی سے قریب یا متصل ہو گئی ہے اور یہ نوعیت گزشتہ صدیوں میں پیش نہیں آئی تھی، آبادی کے اتصال کی وجہ سے اگر منی کو جزء مکہ قرار دیا جائے تو متعدد مسائل میں فرق آنا لازم ہے اور اگر آبادی واقعتاً متصل نہیں ہے یا اتصال کے باوجود منی کو جزء مکہ قرار نہیں دیا جاسکتا (جیسا کہ اب تک منی کا حرم میں ہونے کے باوجود مکہ سے علیحدہ موضع ہونا یقین کے ساتھ چلا آرہا ہے) تو قصر و اضحیہ وغیرہ کے احکام مسافر حاجی کے حق میں علی حالہ باقی رہیں گے اس صورت حال کے پیش نظر آفاقی اور حجاز میں مقیم متعدد علماء نے آبادی کا جائزہ لیا اور اتصال و عدم اتصال کو بغور ملاحظہ فرمایا یہاں تک کہ مفتیان کرام کی ایک جماعت نے یہ فیصلہ تحریر فرمایا کہ منی اب داخل مکہ ہے یعنی شہر کا ایک جز بن گیا ہے، لہذا جو مسافر حاجی حج سے قبل مکہ مکرمہ پہنچا اور ایام حج ملا کر پندرہ دن کے قیام کی شکل بنتی ہے تو وہ مقیم بن جائے گا اور ایام حج میں منی، مزدلفہ اور عرفہ میں اتمام کرے گا اور اگر حاجی صاحب نصاب ہے تو پھر مالی قربانی یعنی اضحیہ بھی واجب ہوگا۔ جب یہ صورت حال ظاہر ہوئی تو حجاج کے درمیان بالخصوص برصغیر کے حاجیوں میں تشویش کا ہونا لازم ہے اب فکر و نظر کے دو زاوے بن گئے، (۱) وہ اکابر و مفتیان کرام جن کی نظر توارث و اجماع پر مرکوز ہے یعنی منی خارج مکہ ہے۔ (۲) منی کو داخل مکہ قرار دینے والے اہل علم و مفتیان کرام۔

اس اختلاف کا علم کچھ مدت کے بعد راقم الحروف کو بھی ہوا تو اعتماداً علی الآخرنے زاویہ کو صحیح تصور کرنے لگا کیونکہ غور و فکر سے اعتبار کا فرق واضح ہو گیا تھا یعنی منی کا محدود ہونا اور اسکے حدود میں مخصوص افعال کو انجام دینا یہ ایک امر ہے اور محدود و مخصوص ہونے کے ساتھ اتصال آبادی کی وجہ سے

جزء مکہ ہونا یہ دوسرا امر ہے۔ جزو مکہ ہونے سے منی کی تحدید و تخصیص باطل نہیں ہوتی ہے اور اس کا محدود و مخصوص ہونا تابع مکہ ہونے کیلئے مانع نہیں ہے جیسا کہ عموماً محدود و مخصوص مقامات کا حال بڑے شہروں میں ہوا کرتا ہے۔ لہذا دونوں امر مجتمع ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ ۱۲۳۲ھ ۱۸۱۱ء میں جب حج کی سعادت حاصل ہوئی تو اسی جدید زاویہ کے مطابق عمل بھی کیا۔

حج سے فراغت کے بعد چند علمائے کرام کے ساتھ حضرت اقدس مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بغرض استفادہ حاضری کا موقع ملا، حضرت والا نے معمول کے مطابق ضیافت فرمائی اس کے بعد منی کے متعلق ہمارے استفسار پر بتایا کہ موجودہ اختلاف سے بہت پہلے ہمارے اکابر محققین حج کیلئے تشریف لاتے تھے میری ان اکابر سے ملاقاتیں بھی رہی ہیں انہوں نے منی کی سمت میں شہر کی آبادی کا اضافہ بھی دیکھا تھا مگر فقہائے سلف و خلف کے بیان کی روشنی میں منی کے داخل مکہ ہونے پر کبھی کوئی کلام نہیں فرمایا اسلئے میرا بھی نظریہ اکابر کے طریق پر ہے یعنی منی مکہ سے الگ مستقل موضع جیسے پہلے تھا اب بھی ہے۔ راقم نے کہا ”ایضاح المناسک للنووی“ کے جدید حاشیہ میں ایک عرب عالم نے یوں لکھا ہے: اقول: قد اصبحت منی بلدة و سکانها یزیدون اضعاف اضعاف العدد المشروط فی الجمعة بکثیر و الان تقام بمسجد الخیف جمعة بل و جمیع الصلوات و للمسجد المذکور امام رسمی و مؤذن کذا لک من جهة حکومتنا السنیہ۔ (الانصاح حاشیہ کتاب الايضاح) تو حضرت نے فرمایا کہ ”یہ حاشیہ بھی اس وقت کا ہے جب منی میں بہت سے لوگوں نے رہائش اختیار کر کے مکانات بنائے تھے لیکن بعد میں حکومت نے لوگوں کے مکانات ختم کرا کے عرصہ منی کو خالی کر دیا اور وہاں جمعہ کی نماز بھی نہیں ہوتی ہے۔“ ہمارے ایک رفیق مفتی صاحب نے تائید کی کہ یہاں جمعہ نہیں ہوتا ہے۔

(تنبیہ) اس مذکورہ حاشیہ میں فی نفسہ منی کے بلد صغیر ہونے کا ذکر ہے مگر شہر مکہ سے الحاق کا ذکر

نہیں ہے۔

حضرت مولانا عبد الحفیظ صاحب مکیؒ کی ملاقات سے احساس ہوا کہ منی کے بارے میں اسلاف واکا برکا جو موقف رہا ہے اور خیر القرون سے متوارث ہے وہی صحیح معلوم ہوتا ہے لیکن چونکہ نئے زاویہ کی توجیہ اور اعتبار کا فرق ذہن نشین ہو گیا تھا اسلئے کشمکش میں مبتلاء نہ ہوا پھر مدرسہ صولتبیہ کی زیارت کیلئے جانا ہوا ناظم صاحب نے مدرسہ کا معاینہ کرانے کے بعد چند کتابیں جو مدرسہ کی منشورات میں سے تھیں عنایت فرمائیں بالخصوص منی سے متعلق ایک کتاب ”حج میں قصر و اتمام کی تحقیق“ مؤلفہ مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم راولپنڈی (پاکستان) بھی پیش فرمائی۔

پھر سال ۱۴۳۵ھ میں جمعیۃ علماء کی طرف سے بمبئی میں فقہی اجلاس ہوا جس کا اہم موضوع یہی ”مسئلہ الحاق منی“ تھا۔ بعض دوستوں سے معلوم ہوا کہ اختلاف کافی شدید تھا، دونوں زاویوں میں مفتیان کرام کی خاصی تعداد رہی اور کبار علماء بھی دونوں جانب ہیں تو اب بندہ بے بضاعت کا کچھ تحریر کرنا کسی ایک نظریہ کے قائلین میں شمار ہونے کے سوا اور کیا ہے اس لئے خاموشی میں عافیت معلوم ہوئی مگر جب ایک بڑے مفتی صاحب نے جو بمبئی کے اجلاس میں شریک تھے مہمیز لگائی تو داعیہ پیدا ہوا اور اعتماداً علی اللہ قدم اٹھایا چنانچہ مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم کی مذکورہ بالا کتاب کا (جو اس موضوع پر جانبین کے مقالات اور انکے دلائل کا عمدہ خلاصہ ہے) بالاستیعاب اور غائر نظر سے مکمل مطالعہ کیا مسئلہ حادث پر کتاب میں خوب تحقیق پیش کی گئی ہے اور اپنے موضوع پر کافی مواد جمع کر دیا گیا ہے البتہ ایک اہم نکتہ اور ہے اور اس کا ذکر کتاب میں پیش کردہ دلائل کے ضمن میں اتفاق سے آ گیا ہے لیکن اس سے تعرض نہیں کیا گیا حالانکہ وہ نکتہ انتہائی توجہ طلب ہے، اسی وجہ سے مزید بحث و تخیص کی گنجائش نکل آئی اور تفتیش و تحقیق کی راہ میں راقم چلنے لگا۔

وہ اہم نکتہ کیا ہے؟ جس کی وجہ سے اب تک منی کو مکہ کا جزء یا اس کا تابع قرار نہیں دیا گیا جبکہ منی

حرم میں داخل بھی ہے اور حرم کو بلد بھی کہا گیا ہے اور منی کو مسجد حرام یعنی مکہ سے قریب شمار بھی کیا ہے تو پھر منی کو خارج مکہ قرار دئے جانے کی بنیاد کیا صرف آبادی کا نہ ہونا ہے یا مستقل مشعر ہونا بھی ہے؟ اسی بات کو سمجھنے کیلئے یہ تحریر اہل علم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں امید ہے کہ سنجیدگی سے ملاحظہ کیا جائے گا۔ وما توفیقی الا باللہ، علیہ توکلت والیہ انیب، فقط

رشید احمد فریدی

مدرسہ مفتاح العلوم تراج

(تشکر)

اخیر میں دو شخصوں کا تشکر ضروری سمجھتا ہوں

(۱) رسالہ کی طباعت کی ذمہ داری ایک ایسے شخص نے اٹھائی ہے وہ راقم الحروف کے جامعہ ڈابھیل کے زمانہ میں رفیق اور صدیق رہ چکے ہیں یعنی مولانا محمد الیاس قاسمی گلبرگوی ناظم مدنی حج گروپ جامع مسجد، ملے پلی (حیدر آباد) اللہ تعالیٰ انہیں پاکیزہ کمائی سے بہرہ ور فرماوے۔

(۲) مقالہ کی کتابت از اول تا آخر اور پھر مسودہ اور مبیضہ کو کتابی شکل میں تیار کرنا عزیزم خلیل احمد فریدی سلمہ و علمہ و وفقہ لمایحب و یروضہ کی کاوش ہے جس نے جمعہ کی تعطیل میں شب و روز کے مختلف اوقات میں وقت فارغ کر کے یہ علمی خدمت انجام دی ہے۔

## ﴿ام القریٰ ”مکہ“ کا قدرتی وجود﴾

سرة الارض (وسط زمین) عین کعبہ کی جگہ ہے جہاں خالق کائنات نے اپنی قدرت سے سطح آب میں سب سے پہلے زبدۂ ارض پیدا فرمایا تھا پھر اسی ”زبدہ“ سے عام زمین پھیلائی گئی دُحیّت الارض من تحتہا پھر زمین کے استقرار کے لئے اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کی مضبوط میخیں گاڑ دیں والجبال ارسہا پس تجلی الہی کا خاص مرکز ہونے اور پہاڑوں کے ذریعہ زمین تھم جانے سے انسانوں کی آباد کاری کے لئے وہ سرزمین ام القریٰ بن گئی یہ ام القریٰ قدرتی طور پر دوطرفہ پہاڑی سلسلہ کے وسط میں اس طرح واقع ہے کہ شہر کو محفوظ رکھنے کیلئے فصیل کی ضرورت دو جانب سے ان پہاڑوں کے ذریعہ پوری ہو جاتی ہے۔ مکة المشرفة بلدة مستطيلة كبيرة والجبال محدقة بها کا لسور لہا یعنی شہر مکہ معظمہ کا طول بہت زیادہ اور عرض بہت کم ہے اور پہاڑ لمبائی میں مکہ کو سور کی طرح گھیرے ہوئے ہے اور قدیم زمانہ میں مکہ کے بالائی حصہ میں جہاں سے حضور ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر داخل ہوئے تھے اور زیریں حصہ میں جہاں سے آپ ﷺ نکلے تھے میں پہاڑوں کے درمیان فصیل بنائی گئی تھی جو شہر مکہ کی حد تھی، (شفاء الغرام ۱/۲۳)

﴿بلد امین بلاد عالم سے ممتاز ہے﴾

آیات و روایات کے پیش نظر ام القریٰ یعنی مکة المکرمہ کی حیثیت دوسرے شہروں سے بالکل ممتاز اور جداگانہ ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بقول جمہور مکہ کو عنوة فتح کیا اس کے باوجود اہل مکہ کیساتھ احسان فرمایا کہ چند افراد کے سوا سب کی جان بخشی فرمائی اور انکی جائداد کو انکی ملک میں باقی رکھا یعنی مال غنیمت بنا کر مجاہدین کے درمیان تقسیم نہیں کیا پس اہل مکہ حسب سابق اپنی جائداد زمین و مکان کے مالک رہے۔ اور مالکانہ تصرف کرتے رہے جیسا کہ واقعات و روایات میں موجود

ہیں۔ (عمدة القاری باب تو ریث دور مکة)

اور چونکہ شہر مکہ کو مسجد حرام سے جس میں بیت اللہ واقع ہے قرب و اتصال ہے اور بیت اللہ عظمت کا مرکز ہے تو شہر بھی معظم ہے نیز حرم میں ہونے کی وجہ سے شہر مکہ کو دیگر بہت سے امتیازات حاصل ہیں جو دوسرے شہروں کو حاصل نہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) اس مبارک شہر کے متعدد اسمائے گرامی ہیں جو قرآن پاک میں آئے ہیں اور امام نووی نے مکہ کے ۱۶/ نام ذکر کر کے لکھا ہے ولا یعرف فی البلاد بلدة اکثر اسما من مكة والمدينة لكونهما اشرف الارض اور ناموں کی کثرت اسکی شرافت پر دلالت کرتی ہے۔ مکہ و مکہ، ام القرى، قرية، البلد الامین، البلدة وغیرہ

(۲) شہر مکہ میں داخل ہونے والے کیلئے تعظیماً للبيت احرام ضروری ہے۔

(۳) دخول مکہ کے وقت جمیع علماء کے نزدیک غسل کرنا مستحب ہے۔ الاغتسال عند

دخول مکہ مستحب عند جمیع العلماء

(۴) مسجد حرام کی نماز کا ثواب بالاتفاق بلکہ حرم کی نیکی کا ثواب بھی بہت سے فقہاء کے

نزدیک ایک لاکھ گنا بڑھ جاتا ہے۔

(۵) شہر مکہ اور حرم قاتل و مجرم کے لئے بھی امن کی جگہ ہے۔

(۶) جو کوئی حرم مکہ میں (الحاد) بے دینی کا قصد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے سزا چکھائیں گے۔

لہذا مکہ معظمہ پر دوسرے شہر کو یا دوسرے کسی شہر پر مکہ مکرمہ کو قیاس نہیں کیا جاسکتا: ولا یقاس

علیہا غیرہا من البلاد فانہا مخالفة لغيرہا۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے شفاء الغرام للفاسی، اخبار مکہ لازرقی

، مناسک للقاری، البحر العمیق)

## ﴿مسجد حرام، حرم اور میقات کے حلقے و مراتب﴾

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ لکھتے ہیں: حق تعالیٰ جل شانہ نے تمام عالم میں سے بیت اللہ کی زمین کو عزت و شرف کے لئے مخصوص فرما کر اس پر اپنا بیت بنایا، جو دنیا میں سب سے زیادہ معظم و مکرم ہے، اس کی تعظیم و شرف کے اظہار کے لئے اس کے گرد یکے بعد دیگرے کئی حلقے قائم فرمائے، اور ہر ایک حلقے کے ساتھ کچھ آداب و احکام مخصوص فرمائے۔

سب سے پہلا اور بیت اللہ سے متصل حلقہ مسجد حرام کا ہے، جس کے اندر بیت اللہ واقع ہے اس کے خاص آداب و احکام ہیں جن میں کچھ تو وہ ہیں جن میں دنیا کی دوسری مساجد بھی شریک ہیں اور کچھ اس مسجد حرام کے ساتھ مخصوص ہیں مثلاً اس میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہوتا ہے، بیت اللہ کا طواف مسجد کے اندر ہوتا ہے اور مسجد حرام سے باہر کوئی سات چکر لگائے طواف ادا نہیں ہوگا۔ دوسرا حلقہ پہلے سے زیادہ وسیع شہر مکہ مکرمہ کا ہے۔ تیسرا بڑا حلقہ حرم کا ہے جو پہلے دونوں حلقوں پر مشتمل ہے۔ اسکے بھی خاص آداب و احکام اور پابندیاں ہیں مثلاً یہ کہ پورا شہر مکہ اور حرم بھی مسجد حرام کی طرح عام پناہ گاہ ہے۔ البتہ بیت اللہ کے قرب و بعد کے اعتبار سے شرف مکانی کا درجہ متفاوت ہوگا پس شہر مکہ عام حرم سے مرتبہ میں زائد ہوگا چوتھا حلقہ ان سب سے وسیع تر ہے جس میں یہ پہلے تینوں حلقے سمائے ہوئے ہیں۔ (دیکھئے جواہر الفقہ (۲۲/۴ ج ۴)۔)

## ﴿مکہ سے منی، مزدلفہ اور عرفات کا فاصلہ﴾

میدان عرفات نصوص شرعیہ کے رو سے حرم سے باہر ہے اور منی و مزدلفہ حرم میں داخل ہیں مکہ مکرمہ سے مشرق کی طرف تین میل شرعی کے فاصلہ پر منی ہے، مکہ اور منی کے درمیان وادی محصب ہے جس کو بطحایا بطح بھی کہا جاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج سے قبل یہیں قیام کیا تھا اور یہیں سے یوم الترویہ کو منی کی طرف کوچ فرمایا تھا (مسلم شریف، البدایہ ۱۳/۵) اور عرفہ مکہ سے نو میل کے فاصلہ پر

واقع ہے۔ اور ”مزدلفہ“ منی اور عرفہ کے درمیان ایک میدان ہے جو منی سے تین میل اور عرفہ سے بھی تین میل ہے۔ (معلم الحج) اعلم ان بین مکة و منی فرسخاً و مزدلفة متوسطة بین عرفات و منی بینہا و بین کل واحد منہما فرسخ و هو ثلثة امیال (الایضاح للنووی) اور وادی محسر منی اور مزدلفہ کے درمیان واقع ہے و محسر واد بین المزدلفة و منی (مناسک ماعلی) ولیس وادی محسر من المزدلفة ولا من منی بل هو مسیل مابینہما (ایضاح نووی)۔ یعنی منی کے منتہی اور مزدلفہ کے مبداء کے مابین ایک نشیبی حصہ تھا جو پانچ سو پینتالیس گز عرض میں ہے (معلم الحج) ، (خبر الملائکة) محسر برزخ بین منی و بین مزدلفة لا من هذه ولا من هذه کذا فی الہدی (جزء جۃ الوداع)۔ یہ منی یا مزدلفہ کا جزو نہیں ہے البتہ حرم میں داخل ہے۔

### ﴿مزدلفہ کے خصوصی احکام﴾

(۱) جمع بین الصلاتین: وقوف عرفہ کے بعد حاجی کے لئے مزدلفہ کی حد میں داخل ہو کر مغرب و عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کرنا۔

(۲) وقوف مزدلفہ: احناف کے نزدیک واجب ہے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے بعض مالکیہ کے نزدیک فرض ہے اور ظاہر یہ کے نزدیک رکن ہے۔ اسکا وقت صبح صادق سے لیکر طلوع آفتاب تک ہے۔

(۳) ممیت: شب گزارنا احناف کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے اور امام شافعی و احمد کے نزدیک واجب ہے، امام مالک کے نزدیک اتنے وقت کے لئے نزول واجب ہے جس میں کجاوہ اتار سکے (جزء جۃ الوداع ص ۱۱۷، مناسک للقتاری ۳۰۹، الفقہ علی مذاہب الاربعہ)

### ﴿منی کی حدود و پیمائش﴾

منی ایک گھاٹی یعنی دو پہاڑی کے درمیان ایک کھلی جگہ ہے جسکی لمبائی یعنی شرقاً غرباً دو میل

ہے اور چوڑائی بہت تھوڑی ہے دونوں طرف کے پہاڑ کا اگلا حصہ جو میدان کی طرف ہے وہ منی میں داخل ہے اور دونوں پہاڑ کی پشت کا حصہ حدود منی سے خارج ہے اور جمرہ کبریٰ کے پیچھے عقبہ بھی بالاتفاق منی سے خارج ہے اور جمرہ عقبہ حد منی کے بالکل کنارے واقع ہے اور وہ عقبہ سے قریب ہے۔ یعنی جمرہ عقبہ مکہ کی طرف سے ابتدائے منی پر واقع ہے اور یہاں سے مسجد خیف تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر ہے اور منی کی کل پیمائش جمرہ عقبہ سے وادی محسر تک سات ہزار دو سو ذراع ہے۔ اعلم ان منی شعب طولہ میلان و عرضہ یسیر والجبال المحیطة بها ما اقبل منها علیہ فہو من منی ولیست العقبة منها (مناسک للقاری ۳۱۴، ایضاح للنووی) ومسجد الخیف علی اقل من میل مما یلی مکة وجمرة العقبة فی آخر منی مما یلی مکة (الایضاح ۳۰۹). ذراع منی من جمرة العقبة الی وادی محسر سبعة آلاف ذراع ومائتا ذراع (البحر العمیق ج ۳)

### ﴿منی کی خصوصیات﴾

قاضی فقیہ عبدالغنی کی ارشاد الساری حاشیہ مناسک لملا علی قاری میں لکھتے ہیں: فی منی خمس آیات احداها ان ما قُبِلَ من الحصى یترفع، والثانیة اتساعها للحجج مع ضیقها فی الاعمین، والثالثة کون الحدأة لا تخطف منها اللحم، والرابعة کون الذباب لا یقع فی الطعام وان کان من شأنه ان لا ینفک عنه کالغسل والسكر والخامسة قلة البعوض بها۔ (حاشیہ مناسک للقاری ۳۱۶) منی میں قدرت الہی کی پانچ نشانیاں ہیں۔

(۱) جس شخص کا حج قبول ہو جاتا ہے اسکی کنکریاں جن سے جمرات کی رمی کی تھی وہ اٹھالی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لاکھوں لاکھ حاجیوں کی کنکریاں دوسرے دن نظر نہیں آتیں سوائے چند کنکریوں کے جو مردود ہو کر رہ جاتی ہیں۔

(۲) منی کی زمین تمام حاجیوں کیلئے وسیع ہو جاتی ہے حالانکہ دیکھنے میں اتنی بڑی اور وسیع نہیں ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ منی عورت کے رحم کی طرح ہے کہ جب اس میں بچہ رہتا ہے تو بچہ کے اعتبار سے رحم وسیع ہوتا جاتا ہے اور نہ ہو تو سکڑ جاتا ہے۔

(۳) چیل منی سے گوشت نہیں اچکتی۔ یعنی چیل کی فطری عادت ہے کہ جب کسی جگہ گوشت یا ذبیحہ یا مہیہ پڑا ہو تو چیل تیزی سے جھپٹ کر اپنی خوراک لے لیتی ہے مگر منی جہاں اونٹوں کا نحر اور دوسرے جانوروں کا ذبح ہوتا ہے نیز لوگ گوشت سکھانے کے لئے کھلی جگہ پھیلا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے وہاں کے گوشت کو چیلوں کے جھپٹ مارنے سے محفوظ رکھا ہے۔

(۴) مکھی منی کے کھانوں میں سے میٹھی چیز پر بھی نہیں گرتی حالانکہ مکھی کی طبیعت میں یہ چیز پیدائشی ہے جیسے شہد سے اسکی مٹھاس جدا نہیں ہوتی اسی طرح مکھی کو مٹھائی سے عشق ہے وہ کھانوں پر ضرور گرتی ہے۔

(۵) منی میں مجھر نہیں حالانکہ منی میں ذبح اور نحر کی جگہ ہونے کی وجہ سے بہت ممکن تھا کہ مجھر بکثرت پائے جاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی مہمانوں کو جن کا قیام منی میں مقرر فرمایا ہے مجھر کی ایذا رسانی سے محفوظ فرمایا ہے یہ سب خصوصیات موسم حج میں ایام منی کے ساتھ خاص ہیں۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ فرمائیے شفاء الغرام باخبار البلد الحرام)۔

### ❦ منی کے مخصوص احکام ❦

(۱) ۸/ ویں ذی الحجہ (یوم الترویہ) کو مکہ سے نکل کر منی پہنچنا۔ الخروج من مكة الى منی يوم الترویة سنة (البحر العمیق ص ۳، مناسک للقاری)۔

(۲) زوال کے بعد سے منی کا قیام والاقامة بمنی بعد الزوال يوم الترویة ادب (البحر العمیق) اور ظہر تا فجر پانچ نمازیں منی میں ادا کرنا مسنون ہے۔ (معلم الحجاج)

(۳) اور نویں کی شب گزارنا سنت ہے۔ بییت لیلۃ عرفۃ بمنی لیكون اكثر تأهباً

للقوف بعرفة فكانت البيوتۃ بها سنة . (البحر العمیق)۔ و البیتوتۃ بمنی لیلۃ عرفۃ  
(مناسک للقاری)۔ یعنی رات منی میں ہی ٹھہرنا چاہئے مکہ مکرمہ میں یا کسی اور جگہ ٹھہرنا خلاف سنت ہے  
(معلم الحجاج)

(۴) نویں کو عرفہ کیلئے منی سے طلوع شمس کے بعد نکلتا سنت ہے۔ السنة ان يكون ذلك بعد  
طلوع الشمس . (البحر العمیق عن قاضیخان) والدفع منه الى عرفۃ بعد طلوع الشمس  
(مناسک للقاری، موطا مالک)۔

(۵) ۱۰/ویں کو صرف جمرہ عقبہ اور ۱۱/۱۲ویں کو تینوں جمروں کی رمی کرنا۔

(۶) ۱۰/ویں کو طواف افاضہ کے بعد منی آکر اور ۱۱/۱۲ کو رمی جمار کی خاطر منی کا قیام سنت ہے  
:و السنة ان یبیت بمنی لیالی ایام الرمی (مناسک للقاری ۳۳۲) جب کہ امام مالکؒ اور امام احمدؒ  
کے نزدیک منی میں رات گزارنا واجب ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک رات کا اکثر حصہ گزارنا واجب  
ہے۔ البتہ بارہ کو غروب سے پہلے منی سے کوچ کر جائے تو ۱۳/ویں کی شب باشی ساقط ہو جاتی ہے  
(الفقہ علی مذاہب الاربعہ ۳۷۳)

(۷) ہدی کا ذبح یا خمر کرنا منی میں سنت ہے (اگرچہ حرم میں کہیں بھی جائز ہے) نہ حرت ہننا و  
منی کلھا منحر فانحروا فی رحالکم (مسلم بحوالہ فتح الباری ص ۳۷۴/۳)۔

(۸) منی میں عید الاضحیٰ کی نماز بالاتفاق نہیں پڑھی جائے گی و کذالاً یصلی بمنی صلوۃ  
العید اتفاقاً (فتح باب العنایہ ص ۳۹۰/۱، حلبی)

(۹) اگر جمعہ کا دن ایام منی میں سے کسی دن آجائے تو امام محمد کے نزدیک جمعہ اداء نہیں کی جائے گی  
اور یہی جمہور کا قول ہے البتہ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک جمعہ قائم کی جائے گی اسلئے کہ منی

ایام موسم میں شہر بن جاتا ہے بشرطیکہ جمعہ قائم کرنے والا امیر مکہ یا امیر حجاز ہو یا اسکی طرف سے امیر الحاج کو اقامت جمعہ کی ولایت حاصل ہو (اوجز المسالک، ہدایہ، بدائع)

(۱۰) ۱۲/ویں کی رمی کے بعد غروب سے پہلے پہلے منی سے نکل جانا درست ہے (قرآن)

(۱۱) ۱۲/ویں کی غروب کے بعد منی سے نکلنا مکروہ ہے اگرچہ رمی واجب نہ ہوگی۔ امام شافعیؒ کے

نزدیک غروب کے بعد نکلنا جائز نہیں ہے اور رمی واجب ہو جاتی ہے۔ (الفقہ علی مذاہب الاربعہ)

(۱۲) ۱۳/ویں کی صبح صادق منی میں ہو جانے پر احناف کے نزدیک بھی رمی واجب ہو جاتی ہے

۔ (مناسک للقاری)

(۱۳) عرفہ کی رات مکہ میں اور ایام تشریق کی رات منی کے علاوہ کسی جگہ گزارنا مکروہ ہے یکرہ

المیبت بمکة ليلة عرفة وبغير منی ایام الرمی (مناسک للقاری ص ۱۰۷) ویکرہ ان لا

یبت بمنی لیالی الرمی (ہدایہ، البحر العمیق ۱۴۱۹/۳) ان عمر کان یؤدب الناس علی ترک

المقام بمنی فی لیالی الرمی (مبسوط ۲۴/۴)

(۱۴) ۱۲/ذی الحجہ یوم النفر سے پہلے اپنے سامان کو مکہ بھیج دینا اور منی میں مقیم رہنا مکروہ ہے

حضرت عمرؓ اس سے منع کرتے تھے اور اس پر سختی کرتے تھے: کرہ ان تقدم ثقلک الی مکة

وتقیم بمنی للرمی (کنز الدقائق) وقد کان عمر یمنع منه ویؤدب علیہ (النهج الفائق ۲/۹۲)

لیکن یہ اس وقت ہے جب امن نہ ہو، تاکہ قیام منی جو منی کا مخصوص منسک ہے دلجمعی سے پورا کیا

جائے۔

(۱۵) عرصہ منی میں بناء و تعمیر کی اجازت نہیں ہے شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے صراحتہ منع فرمایا ہے۔

﴿مکہ اور منی میں بناء و تعمیر کا فرق﴾

سرزمین حرم کے مخصوص احکام و آداب میں باعتبار حرم پورا مکہ، منی اور مزدلفہ سب یکساں ہیں

البتہ بعض دیگر اعتبار سے جس طرح مسجد اور خارج مسجد کا فرق ہے کہ مسجد اور اسی طرح وہ زمین جو کسی کی ملک میں داخل نہیں ہوتی ایسی جگہوں میں کسی کے لئے بناء دار جائز نہیں ہے جیسے مصلیٰ العید والجنائزہ اور مقبرہ بشرطیکہ وقف ہوں، اسی طرح عرفہ، مزدلفہ اور منیٰ میں بھی بناء و تعمیر درست نہیں ہے، حضرت عائشہؓ کی حدیث انہا مناخ من سبق کی وجہ سے۔ علامہ عینی شارح بخاری فرماتے ہیں: ان المسجد الحرام وغیره من المساجد وجميع المواضع التي لا تدخل فی ملک احد لا يجوز لاحد ان يبنى فيها بناءً او يحتجر موضعاً منها الا ترى ان موضع الوقوف بعرفة لا يجوز لاحد ان يبنى فيها بناءً وكذلك منى لا يجوز لاحد ان يبنى فيها داراً لحدیث عائشةؓ أخرجه الترمذی وابن ماجه واحمد و الطحاوی ووجدنا مكة على خلاف ذلك لانه قد اجيز فيها البناء وقد قال رسول الله ﷺ: يوم دخل مكة: من دخل دار ابى سفيان فهو آمن فهذا يدل على ان مكة مما يبنى فيها الدور ومما يغلق عليها الابواب فاذا كان كذلك يكون صفتها صفة المواضع التي تجرى عليها الاملاك وتقع فيها الموارد واورمکہ کا حکم اسکے خلاف ہے اس میں بناء کی اجازت ہے اور ملکیت بھی ثابت ہے حضور ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا ”من دخل دار ابی سفيان فهو آمن“ یہ حدیث واضح طور پر دلالت کرتی ہے کہ مکہ میں بنائے دار کی اجازت ہے اور اسکے دروازے بند کر سکتے ہیں اور جب یہ معاملہ ہے تو اس میں ملکیت جاری ہوگی اور میراث بھی جاری ہوگی چنانچہ ابوطالب کے مرنے پر ان کے دو بیٹے طالب اور عقیل وارث ہوئے تھے نہ کہ جعفر علی اور حضور ﷺ کے مکانات پر بھی عقیل کا قبضہ ہو گیا تھا جیسا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا تھا اہل ترک لنا عقیل من ربا ع کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی گھر بھی چھوڑا ہے۔ مذکورہ بالا حدیث کے متعلق ابن قدامہ فرماتے ہیں: اضاف النبی ﷺ الدار الی ابی سفيان

اضافۃ ملک یقول ”من دخل دار ابی سفیان فهو آمن“ لَانَّ اصحاب النبی ﷺ کانت لهم دور بمکة دار ابی بکر وللزبیر و حکیم بن حزام وغیرهم مما یکثر تعدادهم فبعض بیع وبعض فی ید اعقابهم الی الیوم وانَّ عمر اشتری من صفوان بن امیه داراً بأربعة الاف درهم واشتری معاویة من حکیم بن حزام دارین بمکة احدهما بستین الف درهم والاخری بأربعین الف درهم وهذه القصص اشتهرت فلم تنکر فصارت اجماعاً (عمدة القاری باب توریث دور مکة) کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے ارشاد ”من دخل دار ابی سفیان“ میں دار کی اضافت ابوسفیان کی طرف بطور ملک کے فرمائی ہے اس لئے کہ حضرات صحابہ کرام کے مکہ میں مکانات تھے دار ابی بکر، دار زبیر، دار حکیم بن حزام وغیرہ بکثرت مکانات تھے بعض ان میں فروخت کئے گئے اور بعض انکے خاندان کے قبضہ میں آج تک ہیں۔ حضرت عمرؓ نے صفوان بن امیہ سے ایک مکان چار ہزار درہم میں خریدا تھا، حضرت معاویہؓ نے حکیم بن حزام سے مکہ میں دو مکان خریدے تھے ایک ساٹھ ہزار درہم میں دوسرا چالیس ہزار درہم میں۔ اس قسم کے واقعات بہت مشہور ہیں انکا کوئی منکر نہیں لہذا یہ اجماع ہو گیا۔ بہر کیف اہل مکہ مکان وزمین کے مالک ہیں اور مالکانہ تصرف کرتے ہیں اور بناء و تعمیر اور اقامت و وطن کا سلسلہ مکہ اور حرم کے دوسرے حصہ میں جاری و ساری ہے۔

﴿منی میں بناء کی صریح ممانعت﴾

اس کے برخلاف منی میں (اور مزدلفہ کا بھی یہی حکم ہے) حرم میں ہونے کے باوجود بناء و تعمیر شرعاً درست نہیں ہے۔ چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ سے واپسی میں نبی کریم ﷺ کے منی میں قیام کے لئے جب بناء کی درخواست کی گئی ”الا بنی لک بمنی بیتاً او بناء یظلمک من الشمس فقال لا انما هو منی مناخ من سبق الیه“ یعنی جو حاجی منی پہلے پہنچ کر اپنی اونٹنی بٹھادے یعنی

اپنا خیمہ ڈال دے تو وہ جگہ اسکا عارضی حق بن جاتا ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ مذکورہ حدیث کے تحت علامہ طیبی کی شرح مشکوٰۃ سے نقل کرتے ہیں: ای اتأذن ان نبسئ لک بیتاً فی منی لتسکن فیہ؟ فممنوع وعلل بان منی موضع لاداء النسک من النحر ورمی الجمار والحلق یشترک فیہ الناس فلو بنی فیہا لادی الی کثرة الابنية تأسیابہ فتضیق علی الناس۔ کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ ہم آپ کے لئے ایک چہار دیواری (حجرہ) منی میں بنادیں تاکہ آپ اس میں ٹھہریں آپ ﷺ نے منع فرمایا اور اسکی وجہ بتائی کہ منی افعال حج یعنی نحر، رمی جمار اور حلق کی ادائیگی کی جگہ ہے جس میں تمام حجاج یکساں شریک ہیں پس اگر آپ کیلئے مکان بنایا جاتا تو آپ کی اتباع میں کثرت سے لوگ مکان بناتے پھر تو حجاج کیلئے تنگی ہو جاتی۔ اگر مکہ کے مقابلہ میں منی کی یہ خصوصیت نہ ہوتی تو منی میں مکہ کی طرح عمارتوں کی کثرت سے حجاج کیلئے تنگی ہو جاتی اور انکا قیام دشوار ہو جاتا (بذل ۵۲۹/۷، وکذا فی معارف السنن) علامہ محب الدین طبری فرماتے ہیں: قلت یمکن ان یکون ذلک مخصوصاً بمنی لمکان اشتراک الناس فی النسک المتعلق بہا فلم یر رسول اللہ ﷺ لاحد اقتطاع موضع فیہا لبناء ولا غیرہ بل الناس فیہا سواء ولل سابق حق السبق وكذلك الحکم فی عرفة ومزدلفة الحاقاً بہا (شفاء الغرام ۵۱۳/۱) یعنی بنائے بیت کا جائز نہ ہونا خاص ہے منی کے ساتھ اسلئے کہ تمام حجاج منی کے مناسک میں برابر شریک ہیں اسلئے رسول اللہ ﷺ نے منی میں کسی کو بناء و تعمیر کے ذریعہ مختص کر لینے کی اجازت نہیں دی اور فرمایا پہلے پہنچنے والے کا زیادہ حق ہے اور یہی حکم عرفہ اور مزدلفہ کا ہے۔

منی میں آباد ہونا فی نفسہ جائز ہے اور اسکی سب سے بڑی دلیل یہ ہو سکتی ہے کہ حرم کی خالی (بئخر) زمین کو آباد کرنا جائز ہے اور منی حرم میں داخل ہے پس جس جگہ کو آباد کرے گا وہ اسکا مالک ہو جائے گا اور اس میں ملک کے احکام جاری ہوں گے مگر یہ استدلال صحیح نہیں ہے کیوں کہ منی میں حرم

ہونے کے علاوہ ایک امر زائد ہے جو منی کو موات حرم کیساتھ الحاق سے مانع ہے اور وہ ہے منی کا عامۃ المسلمین کے لئے عبادت گاہ اور مقام نسک ہونا پس منی مساجد کی طرح ہے۔ واعظم ما یمکن ان یتمسک بہ فی ذلک کون موات الحرم یجوز احیاؤہ ومنی من الحرم فیملک ما احیی فیہا ویجرى فیہ احکام الملک، وھذا لا یتستقیم لان فی منی امراً زائداً یقتضی عدم الحاقھا بموات الحرم وھو کونها متعبداً ونسکاً لعامۃ المسلمین فصارت کالمساجد (شفاء الغرام ۱/۵۱۴) اسی وجہ سے قاضی مکہ ابو الفضل نویری مالکی منی میں تعمیر پر بہت سخت نکیر کیا کرتے تھے (ایضاً)

### ﴿منی کی آبادی کا حال﴾

یہی وجہ ہے کہ معدود چند ہی افراد نے منی میں توطن اختیار کیا ہے۔ یہاں تک کہ ۱۴/ صدیاں گزرنے کے باوجود منی کی حیثیت قریہ صغیرہ سے زیادہ نہیں ہے۔ البتہ موسم حج میں شہر بن جاتا ہے اور غیر موسم میں خالی رہتا ہے: ہی بلیدۃ علی فرسخ من مکة طولھا میلان تعمر ایام الموسم وتخلو بقية السنة الا ممن یحفظھا (حدود المشاعر/ ۷، عن معجم البلدان) اسی وجہ سے کتب فقہ میں حتیٰ کہ ماضی قریب کی مشہور کتاب رد المحتار میں بھی اسے قریۃ بمکة یا قریۃ فی الحرم یا قریۃ بین مکہ و عرفات جیسے الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن سیال سونے کی برآمد اور مغربی سلطنت کی بالادستی سے عرب میں جو انقلاب آیا ہے تو مکہ کی شہریت میں بھی ترقی ہوئی اور منی میں بھی اقامت کرنے والوں کی کچھ تعداد بڑھ گئی، حضرت سہارنپوریؒ لکھتے ہیں وفی هذا الزمان کثرت الابنية فیہا وتملکوا منها بقاعاً کثیراً فالی اللہ المشتکی (بذل الجہود ۷/۵۳۰) حضرت مولانا یوسف بنوریؒ لکھتے ہیں: تعمر ایام الموسم وتخلو بقية السنة الا لمن یحفظھا ہکذا کانت قریۃ منی غیر ان الآن قد اتصلت ابنية مکة بها و بنيت فیہا للسکنی وللحجاج فی

الموسم (معارف ۶/۱۹۳) حضرت شیخ الاسلامؒ فرماتے ہیں ”حضور ﷺ نے منیٰ میں آپ کیلئے عمارت بنانے سے منع فرمایا لیکن لوگوں نے تمول کی وجہ سے کئی کئی منزلہ عمارتیں بنالیں سارا سال خالی پڑی رہتی ہے اعراب لوگ حفاظت کرتے ہیں حج میں بھاری رقوم پر انکو کرایہ پر دیا جاتا ہے (تقریر ترمذی ۲/۵۶۳) مفتی سعید احمد ابراہڑوی مفتی مظاہر العلوم سہارنپور اپنی مشہور تصنیف معلم الحجاج میں لکھتے ہیں ”یہاں پر پختہ مکانات بنے ہوئے ہیں لیکن صرف حج کے ہی زمانہ میں کارآمد ہوتے ہیں ہمیشہ آباد نہیں رہتے۔ (معلم الحجاج ۱۵۳)۔

### ﴿نزول منیٰ کی حکمت شرعی﴾

صاحب اسرار شریعت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حجاج کیلئے مکہ کے بجائے منیٰ میں قیام کی حکمت شرعی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: والسر فی نزول منیٰ انہا کانت سوقا عظیماً من اسواق الجاہلیۃ مثل عکاظ والمجنۃ و ذی المجاز وغیرہا وانما اصطالحوا علیہ لان الحج یجمع اقواما کثیرۃ من اقطار متباعدة ولا احسن للتجارة ولا ارفق بها من ان یکون موسمها عند هذا الاجتماع ولا ن مکة تضيق عن تلک الجنود المجنۃ فلو لم یصطلح حاضرهم وبادیہم وخاملہم ونبیہم علی النزول فی فضاء مثل منیٰ لخرجوا. وان اختص بعضهم بالنزول لوجدوا فی انفسہم ..... وکان للاسلام حاجة الی اجتماع مثله لیظهر بہ شوکة المسلمین وعدتہم وعُدتہم لیظهر دین اللہ ویبعد صیتہ ویغلب علی کل قطر من الاقطار فابقاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحتّٰ علیہ وندب الیہ ونسخ التفاخر و ذکر الالباء وابدله ب ذکر اللہ (حجۃ اللہ ۲/۱۶۷) زمانہ جاہلیت میں منیٰ (اور اسکے مضافات) میں عکاظ، ذی المجاز اور مجنہ جیسے بازار لگا کرتے تھے اور حج بیت اللہ قریب و بعید مقامات سے بہت سی قوموں کو جمع کر دیتا ہے اور تجارت کیلئے ایسا ہی کثیر مجمع موزوں و

مفید بلکہ تجارت کا موسم ہوتا ہے اور مکہ شہر ان اقوام عالم کے انبوه کثیر کے اجتماع سے تنگ ہو جاتا پس اگر شہری و دیہاتی، گمنام اور مشہور یہ سارے لوگ منی جیسے خالی میدان میں قیام پر متفق نہ ہوتے تو لوگ واقعی دقت میں پڑ جاتے اور اگر بعض لوگوں کو نزول فی المنی سے خاص کر دیا جاتا (یعنی حج میں آنے سے روک دیا جاتا) تو وہ اپنے دلوں میں تنگی پاتے۔ چنانچہ منی میں قیام کا دستور چل پڑا تو عرب اپنی عادت و حمیت کے تقاضہ سے تفاخر و تکاثر اور اپنے آباء کے کارناموں کا تذکرہ کرتے اور ہر قبیلہ اپنی جلالت و شجاعت کے ذکر سے محفل مشاعرہ کو مزین کرتے تاکہ قریب و بعید کے لوگ دیکھیں اور سنیں اور اطراف عالم میں انکا ذکر پہنچے۔ پھر جب اسلام آیا تو اسے اس طرح کے اجتماع کی حاجت تھی جسکے ذریعہ مسلمانوں کا دبدبہ انکی تعداد اور انکا ساز و سامان اقوام عالم پر ظاہر ہو تاکہ دور تک اسلام کا شہرہ ہو اور ہر خطہ پر دین غالب آجائے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اجتماع عظیم کو باقی رکھا لوگوں کو اسکی ترغیب دی اور شوق دلایا (اس طرح منی میں قیام کو مسنون فرمایا) اور تفاخر و تکاثر اور آباء کے تذکرہ کی رسم کو ختم کر کے ذکر اللہ کو جاری فرمایا (سورہ بقرہ، رحمۃ اللہ واسعۃ ۲۰۰/۴)

حجاج کے اس اجتماع عظیم کا قیام مکہ کے بجائے منی میں مقرر ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ منی اگرچہ زمینی اعتبار سے مکہ سے جس قدر بھی قریب ہے مگر حکمت و مصلحت شرعی کے لحاظ سے وہ شہر مکہ اور اسکے حدود سے خارج ہے۔

﴿منی میں قیام مقتضائے عشق و منشأ شریعت﴾

اہل علم جانتے ہیں کہ حج عاشقانہ شان کا مظہر ہے اور حجاج کرام عشاق الہی ہیں جیسا کہ قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیثؒ نے اوجز المسالک، جزء حجتہ الوداع اور فضائل حج (اردو) میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

عاشق کا مزاج و مذاق معشوق کے در اور گھر کا وارفتگی میں کبھی چکر لگانا ہے تو کبھی ٹھہرنا اور

پڑے رہنا ہے جبکہ محبوب قابلِ صد تعظیم بھی ہے اسکی بستی و آبادی سے دور ہی الگ ویرانہ میں پسند کرتا ہے۔ چنانچہ عرفہ کے میدان میں چلچلاتی دھوپ میں الحاح و زاری کرنا اور لُق و دق میدانِ مزدلفہ میں شب کی تاریکی میں کچھ لیٹ جانا، پھر دن کے اجالے سے پہلے راز و نیاز کرنا اور بالآخر عشق کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے والے کو سنگ باری کر کے محبوب کے گھر سے دور ہی خالی میدان اور غربت کے مقام میں اپنی جان قربان کر دینا ہی مقصود کو پالینا ہے۔ شاید اسی لئے ہدی کا منی میں ذبح کرنا شرعاً مسنون ہے۔

پس محبوب حقیقی کا گھر اگرچہ وہ مکان سے بے نیاز ہے مگر اس نے عاشقوں کی تسلی کے لئے صورتِ مکان تجویز کر دیا ہے جو محبوب کی طرف نسبتِ خاص کی وجہ سے بیت اللہ کہلاتا ہے وہ مکہ میں ہے تو عاشق صادق (حاجی) کیلئے شہر سے الگ دوسری غیر آباد جگہ (فضاء منی) میں قیام کرنا تقاضہٴ عشق و محبت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حج کے پانچ دنوں میں سے ایک دن رات کو چھوڑ کر بقیہ دن رات منی میں رہنا مطلوب ہے اور پھر اس فضاء غیر آباد مکان میں رہتے ہوئے بیت اللہ (محبوب کے گھر) کی زیارت و طواف اسکی عین آرزو ہے چنانچہ ایک مرتبہ کی اجازت دے کر عاشق پر احسان کرتے ہوئے طواف کو لازم کر دیا اور ایک سے زائد مرتبہ زیارت کے لئے محبت اگر کھینچ کر لے جانا چاہتی ہے تو محبوب کی عظمتِ قدموں کو جمادیتی ہے یہاں سے اس واقعہ کی حکمت بھی سمجھ میں آتی ہے جس کو ابن کثیرؒ نے نقل کیا ہے کہ محب حقیقی حضرت رسالت مآب ﷺ منی کی راتوں میں زیارت بیت اللہ کیلئے تشریف لاتے اور پھر منی میں آکر شب گزارتے۔ امام غزالیؒ لکھتے ہیں: قیام کے دنوں میں ایک مستحسن امر یہ ہے کہ ہر رات میں بیت اللہ کی زیارت کیلئے مکہ آئے مگر رات منی میں آکر بسر کرے ”لہذا ان یزور البیت فی لیالی منی بشرط ان لا یبیت الا بمنی“ (احیاء العلوم ۲۵۷/۱، البدایہ لابن کثیر ۱۵۵/۵ جزء حجۃ الوداع ۱۷۵)۔ مگر عظمتِ محبت پر غالب رہنی چاہئے تاکہ حدادب سے تجاوز نہ ہو جائے شاید اسی وجہ سے فقہائے امت نے اس زیارت بیت اللہ کو مستحب یا مستحسن نہیں بتایا ہے لہذا شارع

حقیقی نے منیٰ و مزدلفہ کو اسکی حد بندی کر کے شہر مکہ سے الگ رکھا ہے گویا جو مقتضائے عشق تھا وہ شریعت کا منشاء قرار پایا۔

﴿مکہ، منیٰ، مزدلفہ اور عرفہ مآثر و مشاعر ہیں﴾

قرآن پاک اور احادیث صحیحہ میں متعدد جگہوں کے نام آئے ہیں جن کے ساتھ ماضی کے واقعات متعلق ہیں یعنی وہ مقام خاص تاریخی حیثیت کے حامل ہیں مگر مکہ، مشعر حرام اور عرفات جس کا ذکر قرآن پاک میں صراحۃً اور منیٰ کا ذکر اشارۃً آیا ہے اور احادیث میں بکثرت آیا ہے۔ اور منیٰ کے لئے مشعر حرام کا لفظ بھی صراحۃً وارد ہوا ہے ان مقامات مقدسہ کے ساتھ صرف ماضی کے اہم واقعات کا تعلق ہی نہیں ہے کہ ان کو فقط مآثر کہا جائے بلکہ حق تعالیٰ نے احکام شرعیہ (مناسک حج) کو ان مقامات اربعہ کے ساتھ خاص کر کے انکو مشاعر قرار دیا ہے۔ حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: کونوا علی مشاعرکم فانکم علی ارث من ارث ابراہیم یعنی حج کے ہر فعل کو اسکے مخصوص مقام اور محل میں انجام دو اسلئے کہ تم ابراہیمؑ کی میراث یعنی انکے اعمال کر رہے ہو اور مشاعر کہتے ہیں مواضع نسک یعنی اعمال حج کی ادائیگی کی جگہوں کو (معارف السنن ۶/۲۰۲) زاد المعاد میں ہے: فالحریم و مشاعرہ كالصفاء والمروة والمسعى و منی و عرفة و مزدلفة لا يختص بها احد دون احد بل هي مشتركة بين الناس اذ هي محل نسكهم و متعبدہم ..... (ص/۵۳۶) صاحب السیر مولانا عبدالرؤف دانا پوری لکھتے ہیں: ان مقامات میں سے منیٰ تو حرم میں بھی داخل ہے اور مشعر بھی ہے وادیٰ محسّر حرم میں داخل ہے مگر مشعر نہیں ہے، مزدلفہ حرم میں بھی ہے اور مشعر بھی، عرفہ حل میں ہے نہ حرم میں ہے نہ مشعر ہے، عرفہ حل میں مگر مشعر ہے، (ص/۲۸۶) پس ان مقامات مقدسہ کی حیثیت مآثر اور مشاعر دونوں ہے بلکہ شرعی حیثیت ہی غالب ہے یہی وجہ ہے کہ ان ناموں کی وجہ تسمیہ میں شرعی پہلو اور شرعی معنی بطور خاص ملحوظ ہے۔ پس جس طرح عبادات اربعہ نماز، روزہ،

زکوٰۃ اور حج جو کہ شعائر اسلام ہیں اور ہر ایک مستقل ہے اسی طرح یہ مقامات اربعہ مشاعر ہیں اور مناسک ان پر منقسم ہیں فاما ارکان الحج متفرقة علی الامکنہ والازمنہ (مبسوط ص ۴/۴) پس ہر ایک مشعر اپنے مخصوص مناسک کے ساتھ مستقل بھی ہے۔

﴿مشاعر اربعہ کا استقلال دائمی ہے﴾

وجود کعبہ کی وجہ سے مکہ کا استقلال بالکل ظاہر ہے اور عرفہ خارج حرم اور مشعر ہونے کی وجہ سے وہ بھی مستقل ہے، البتہ منیٰ اور مزدلفہ حرم کا ہی حصہ ہے لیکن اگر انکی تحدید کر کے مکہ سے الگ اور مستقل موضع قرار نہ دیا جاتا تو خصوصیت مکان کی شان کیونکر ظاہر ہوتی جیسا کہ سابق میں منیٰ سے متعلق مختلف امور ذکر کئے گئے پس جس طرح نماز کیلئے اوقات خمسہ ایک دوسرے سے ممتاز اور منفصل ہیں اسی طرح ان مشاعر اربعہ کا انفصال و استقلال ہے لہذا یہ مشاعر تشریع الہی کے مطابق ہمیشہ مستقل ہی رہیں گے جیسے صفا اور مردہ دونوں شعائر میں سے ہیں اور حکم شرعی میں دونوں مسجد حرام کے احکام سے الگ اور مستقل ہیں اور یہ استقلال تا قیامت ہے، یہی وجہ ہے کہ مسجد حرام سے متصل ہونے بلکہ احاطہ مسجد کے وسیع ہو جانے سے صحن مسجد میں آ جانے کے باوجود صفا اور مردہ کی اپنی استقلالی شرعی حیثیت علیٰ حالہ قائم ہے مسجد کے حکم شرعی سے خارج ہے اسی طرح منیٰ مشعر ہونے کی وجہ سے مکہ سے شرعاً خارج اور الگ موضع ہے آبادی کے اتصال سے استقلال شرعی زائل نہیں ہوگا کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ ایام حج میں تو منیٰ کا استقلال قائم رہے اور بقیہ سال وہ مکہ کا جزء یا اس کے تابع ہو یا اسکے برعکس۔ پس مناسک حج کی عظمت و علو شان کی وجہ سے علی الاطلاق یہ مواضع نسک ہمیشہ کیلئے مستقل قرار دئے گئے ہیں جیسا کہ بعض حکومت اپنی مملکت میں کچھ قطعہ زمین کو عالمی و دائمی مقصد کے لئے ہمیشہ کے طور پر مخصوص و محفوظ کر دیتی ہے۔

## ﴿حج کے ایام خمسہ اور منی﴾

اللہ تعالیٰ نے منی میں ذکر الہی کا خاص حکم فرمایا ہے فاذکروا اللہ کذا کر کم اباء کم او اشد ذکر ا اگر چہ رمی جمار خود بھی ذکر کی ایک خاص شکل ہے مگر ایام حج میں مکہ کے بجائے منی کا قیام برائے ذکر بہت اہم نسک ہے (حجۃ اللہ البالغہ ۱۶۷) چنانچہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ”کوئی بھی حاجی ہرگز عقبہ کے پیچھے یعنی نشیبی حصہ (مکہ کی طرف) میں رات نہ گزارے یہاں تک کہ وہ منی (کی حد) میں آجائے بلکہ ایسے شخص کو مقرر کرتے جو منی سے باہر ٹھہرنے والوں کو منی میں داخل کرتے (تاریخ مکہ لالازرقی ۲/۵۶۳، فتح القدیر ص ۲/۵۰۲) یہی وجہ ہے کہ حج کے پانچ دنوں میں سے صرف ایک عرفہ کا دن اور مزدلفہ کی رات کو چھوڑ کر بقیہ چار ایام یوم الترویۃ، یوم النحر، یوم القرا اور یوم النفر سب کا تعلق منی سے ہے۔ (فتح الباری، ابوداؤد، ۲۴۵ وغیرہ)

## ﴿حضور ﷺ کا موضع ابطح میں قیام﴾

حضور ﷺ نے حجۃ الوداع میں دخول مکہ کے بعد طواف وسعی سے فارغ ہو کر مقام ابطح میں قیام فرمایا تھا، مسلم شریف میں ہے عن ابی موسیٰ قال قدمت علی رسول اللہ ﷺ وهو منیخ بالبطحاء حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ میں (یمن سے احرام باندھ کر) حضور ﷺ کے پاس پہنچا آپ ﷺ ابطح میں ٹھہرے ہوئے تھے (۱/۲۰۱) ابن کثیر نقل کرتے ہیں قدم فی هذا الوقت ورسول اللہ ﷺ منیخ بالبطحاء خارج مکة علی من الیمن حضرت علیؓ یمن سے (ہدی کے ساتھ جب) مکہ آئے اس وقت حضور ﷺ مکہ سے باہر ابطح میں مقیم تھے۔

(البدایہ، ص ۵/۱۳۰) ابن القیم زاد المعاد میں تحریر فرماتے ہیں وکان یصلی مدة قیامہ بمکة الی یوم الترویۃ بمنزلہ ہونا زل فیہ بالمسلمین بظاہر مکة فأقام بظاہر مکة اربعة ایام آپ ﷺ مکہ میں قیام کے دوران اپنی اسی جگہ نماز پڑھتے تھے جہاں صحابہ کرامؓ کے ساتھ مکہ سے

باہر نزول فرمایا تھا چنانچہ مکہ سے باہر چار دن قیام فرمایا (ص ۲۸۵/۱) حضرت شیخ الحدیثؒ جزء حجۃ الوداع میں تحریر فرماتے ہیں: وکان قدوم علی حیث کان رسول اللہ ﷺ بالابطح (فأقام بظاہر مکة) بالابطح شرقی مکة یصلی ہناک اربعة ایام یقصر الصلوة حضرت علیؓ کی آمد وہاں ہوئی جہاں آپ ﷺ تھے ابطح میں پس خارج مکة یعنی ابطح میں جو کہ مکہ کے شرقی جانب ہے چار دن مقیم رہے اور قصر نماز ادا فرماتے رہے اسکے بعد لکھتے ہیں: ثم الظاهر عندی ان النبی ﷺ اتی الکعبة فی اقامته بالابطح فی هذه الايام اور طبقات ابن سعد کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں وکان اضطر بالابطح فرجع الی منزله فلما کان قبل یوم الترویة بیوم خطب بمكة بعد الظهر [جز ۹۲، ۹۳] اور ابطح میں قیام کے دوران طواف کے لئے مکہ تشریف بھی لے گئے ہیں اور ساتویں ذی الحجہ کو مکہ ہی میں ظہر کے بعد حج کا پہلا خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔

۸/ ذی الحجہ یوم الترویة کو فجر کی نماز ابطح میں اداء فرمائی تھی وفی حدیثہم جمیعاً ”فصلی الصبح بالبطحاء“ (مسلم شریف ۲/۴۰۷) اور یہیں سے چاشت کے وقت منیٰ کی طرف کوچ فرمایا تھا، ابن کثیر لکھتے ہیں وصلی بالابطح الصبح من یومئذ وهو یوم الترویة ویقال له یوم منی لانہ یسار فیہ الیہا [البدایة] اور جو صحابہ گرام حلال ہو کر آپ کے ساتھ مقیم تھے انہوں نے یہیں سے حج کا احرام باندھا تھا، عن جابر قال: امرنا النبی ﷺ لما احللنا ان نحرم اذا توجهنا الی منی، قال: فاهلنا من الابطح۔ ایک دوسری روایت میں یہ ہے، حتی اذا کان یوم الترویة وجعلنا مکة بظہر اهلنا بالحج (مسلم شریف ۳۹۲) اور حضرت شیخ الحدیثؒ لکھتے ہیں: واحرم بالحج من الابطح [جز ۹۲] اور ابن قیمؒ جو زی تحریر فرماتے ہیں فلما کان یوم الخمیس ضحیٰ توجه بمن معه من المسلمین الی منی فأحرم بالحج من کان احل منهم فی رحالہم ولم یدخلوا الی المسجد فأحرموا منه بل احرموا ومكة خلف

ظہورِ ہم [زاد المعاد] ص ۲۸۵/۱] صح السیر میں ہے مروہ سے اتر کر حضور ﷺ نے مکہ سے باہر قیام فرمایا اور تمام اصحاب یوم الترویہ یعنی ۸ ذی الحجہ تک آپ کے ساتھ وہیں مقیم رہے جو لوگ حلال ہو گئے تھے انہوں نے یہیں سے ۸ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھا اور احرام کے لئے یہ لوگ مسجد نہ گئے بلکہ مکہ سے باہر ہی احرام باندھا [ص ۲۸۱] ان دلائل سے حتمی طور پر معلوم ہو گیا کہ خروج الی منی سے پہلے حضور ﷺ مقام ابطح میں مقیم تھے۔ بلکہ فراغ عن الحج کے بعد بھی نبی کریم ﷺ کا قیام مع صحابہ کرام کے یہیں بطحاء میں تھا۔ حضرت عائشہؓ کی ایک روایت کا آخری جملہ ”..... فلما كانت ليلة البطحاء طهرت عائشة، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ لکھتے ہیں ای الليلة التي اقام فيها رسول الله ﷺ في المحصب بعد عوده من منى - حضرت جابرؓ کی روایت کا آخری جملہ ..... قال (عائشہؓ) فاذهب بها يا عبد الرحمن فاعمرها من التعميم وذلك ليلة الحصبة - صاحب بذل الحجو لکھتے ای ليلة قيام رسول الله ﷺ في المحصب و تلك ليلة الرابع عشر من ذي الحجة - (ابی داؤد مع بذل الحجو، کتاب المناسک)

### ﴿بطحاء کا محل وقوع﴾

یہ بطحاء یا ابطح ایک کشادہ سنگریلی جگہ کا نام ہے جو قدیم شہر مکہ کے حدود سے منی کے قریب تک پھیلی ہوئی ہے۔ اسم لِمَكان متسع بین مکة و منى و هو اقرب الى منى (جزء ص ۱۸۰) بطحاء کا ہی ایک حصہ ”محصب“ ہے [جس کو خیف بنی کنانہ بھی کہتے ہیں اور مجاز اُپرے بطحاء کو بھی محصب کہا جاتا ہے] یہاں حضور ﷺ نے منی سے واپسی میں نزول فرمایا تھا اور ظہر تا فجر نمازیں یہیں ادا فرمائی تھیں و نزول رسول الله ﷺ المحصب فدعا عبد الرحمن بن ابی بکر فقال اخرج باختك من الحرم فلتهل بعمره ثم لتطف بالبيت فاني انتظر كما ههنا..... فاذن اصحابه بالرحيل فخرج الخ (مسلم شریف ۳۸۹) اور ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کو انکے بھائی

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کے ساتھ عمرہ کیلئے یہیں سے بھیجا تھا اور یہیں آپ ﷺ نے انکا انتظار فرمایا اور مدینہ کوچ کرنے سے پہلے طواف وداع کے لئے یہیں سے تشریف لے گئے تھے اور محصب مکہ سے بہت زیادہ قریب ہے المحصب الذی يستحب للحاج النزول فيه بعد انصرافه من منى وهو مسيل بين مكة ومنى وهو اقرب الى مكة بكثير (شفاء الغرام) اور محقق ابن ہمام نے بطحاء کا محل وقوع بتا کر بعض فقہاء سے اس کا فناء مکہ ہونا نقل کیا ہے الا بطح وهو موضع بين مكة ومنى قال وغيره هو فناء مكة [فتح القدير ۲/۵۰۲] اس کے مغربی جانب مقبرۃ المعلى ہے جو ثنیۃ العلیاء کے پاس واقع ہے اور مشرقی جانب بطحاء کے منہا پر ”العقبۃ“ گھاٹی یعنی نشیبی جگہ ہے مگر یہ بالاتفاق منی کی حد سے خارج ہے ولیست العقبۃ منها (مناسک للقاری والیضاح للنووی) گویا بطحاء اور منی کے درمیان ”عقبۃ“ حائل ہے، جیسے منی اور مزدلفہ کے درمیان وادی محسر فاصل ہے عقبہ کے نشیب کے بعد منی کی بلندی اور حد شروع ہوتی ہے اور جمرہ کبریٰ عقبہ سے متصل ہونے کی وجہ سے جمرہ عقبہ کہا جاتا ہے (قدیم زمانہ کا نشیب و فراز سب ختم ہو چکا ہے اب مسطح کشادہ جگہ بنادی گئی ہے) بہر حال یہ بطحاء مکہ اور منی کے درمیان واقع ہے یعنی قدیم شہر مکہ سے خارج ہے۔

﴿شہر مکہ کے حدود﴾

نبی کریم ﷺ مع صحابہ کرام حجۃ الوداع کے موقع پر ثنیۃ العلیاء یعنی مکہ کے بالائی حصہ سے جس کے قریب مقبرۃ المعلى ہے مکہ میں داخل ہوئے تھے اور ثنیۃ الکدی یعنی مکہ کے زیریں حصہ سے جس کے قریب محلہ شبیکہ ہے مدینہ منورہ کیلئے نکلے تھے۔ یہ مکہ کی شرعی حد ہے اسلام کے دور اول میں جو زمانہ رسالت و خلافت راشدہ پر مشتمل ہے شہر مکہ کی کوئی فصیل نہیں تھی اور خیر القرون کے بعد جب فصیل بنائی گئی تو ایک ثنیۃ العلیاء کی جانب تھی جس کے دروازہ کو باب المعلى کہا جاتا تھا اور مقام حجون سے قریب ہے جو خانہ کعبہ سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے وکان من البيت على ميل ونصف

(جزء ۷۱) اور یہاں سے مکہ میں داخل ہونا مستحب ہے۔ اذا وصلت الى مكة يستحب ان تغتسل وتدخلها نهائراً من باب المعلى (کتب مناسک) اور ثنیۃ السفلی میں شبیکہ کی جانب فصیل تھی جس کے دروازہ کو باب الشبیکہ کہا جاتا تھا جہاں سے حاجی کے لئے نکلنا مستحب ہے قال العلامة العینی فیہ استحباب الدخول الى مكة من ثنية العليا والخروج من السفلى (جزء ۷۱) اور اگرچہ دونوں جانب کی فصیلیں بھی زمانہ دراز سے ختم ہو چکی ہیں مگر شہر مکہ کی آبادی خیر القرون کے بعد بھی کئی صدیوں تک شہر کی فصیل سے متوازن نہ ہوئی تھی چنانچہ فقہاء و محدثین کے یہاں مکہ سے منی اور عرفات وغیرہ کی مسافت جو بتائی جاتی ہے وہ مذکورہ بالا حدود شہر سے ہی ہوتی ہے مثلاً مکہ اور منی کے درمیان ایک فرسخ یا تین میل کا فاصلہ ہے (کتب مناسک) ظاہر ہے کہ تین میل کی مسافت ثنیۃ العليا [مقام حجون] سے ہو سکتی ہے نہ کہ بطحاء سے جہاں حضور ﷺ مع صحابہ کرامؓ حجۃ الوداع میں مقیم تھے جو شہر مکہ سے خارج تھا پس حضور ﷺ اور صحابہ کرام کا قیام حدود شہر مکہ سے باہر تھا جیسا کہ سابق میں صریح دلائل سے واضح کیا گیا۔

﴿بطحاء شرعاً مکہ میں داخل ہے﴾

صریح اور صحیح احادیث سے ایک طرف یہ ثابت ہے کہ حضور ﷺ مع صحابہ کرام کے مقام ابطح میں مکہ سے باہر قیام پذیر تھے اور یہیں سے آپ نے منی کی طرف کوچ فرمایا تھا اور حلال ہونے والے صحابہؓ نے یہیں سے حج کا احرام باندھا تھا اور دوسری طرف یہ بھی صریح اور صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا قیام مکہ میں تھا اور یوم الترویہ کو فجر کی نماز مکہ میں ادا فرمائی تھی ان البنی عاصم دخل مكة صبيحة يوم الرابع من ذي الحجة واقام بها محرماً الى يوم التروية ثم راح الى منى محرماً [البحر العميق عن البخاري والنسائي ص ۱۳۰۲] اور علامہ زیلعی شارح کنز نقل کرتے ہیں ان النبى ﷺ صلى الفجر يوم التروية بمكة (بحر ۱۴۰۸) نبی کریم ﷺ کے قیام

فی مکہ کی وجہ سے تمام فقہاء و محدثین کے نزدیک حاجی کے لئے یوم الترویہ کی صبح تک مکہ میں مقیم رہنا سنت ہے اور اس سے پہلے منی جانا خلاف سنت ہے و یقیم بمکة محرماً [کتب حج و مناسک] اور یوم الترویہ کو طلوع شمس کے بعد مکہ سے خروج کو مستقل سنت قرار دیا گیا ہے اور جو حلال ہو اس کے لئے مکہ ہی سے احرام باندھ کر جانا افضل ہے ثم الاحرام من مکة هو الافضل (مناسک) اس سے یقینی طور پر معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا قیام مع صحابہ کرامؓ کے مکہ کی حد میں تھا۔ پس دونوں میں تعارض ظاہر ہے۔

اس کا رفع یہ ہے کہ بطحاء اگرچہ ظاہر میں حدود مکہ سے خارج ہے جیسا کہ مذکور اول دلائل کا تقاضا ہے مگر شرعاً مکہ میں داخل ہے جیسا کہ ثانی الذکر دلائل کا تقاضا ہے کیوں کہ نبی کریم ﷺ کی حیثیت شارع کی ہے آپ کا فعل بھی حجت شرعی ہے جب ہی تو قیام فی مکة اور خروج من مکة حاجیوں کیلئے سنت قرار پایا اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب بطحاء میں قیام کو داخل مکہ کہا جائے یعنی آپ ﷺ کا بطحاء میں قیام جو کہ فعل شرعی ہے اس نے موضع قیام کو شرعاً مکہ کی حد میں ہونا واضح کر دیا پس بطحاء مشہور حد شہر مکہ سے خارج ہے جیسا کہ قیام بالابطح والی روایات شاہد ہیں اور شرعاً مکہ میں داخل ہے جیسا کہ قیام بمکة والی روایات کی شہادت ہے۔

بطحاء کے مکہ کی حد میں ہونے کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ جمرہ عقبہ سے جو منی کے بالکل شروع میں ہے مسجد خیف کی مسافت بتاتے ہوئے امام نوویؒ لکھتے ہیں مسجد الخیف علی اقل من میل ممایلی مکة مسجد خیف مکہ (کے قریب) سے ایک میل سے کم فاصلہ پر ہے اب اگر منی کی ابتداء حدود مکہ یعنی ثنیۃ العلیاء سے تین میل کی مسافت پر ہے تو مسجد خیف حدود مکہ سے ایک میل سے کم فاصلہ پر کیسے ہو سکتی ہے ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں جمرۃ العقبة فی آخر منی ممایلی مکة (مناسک للنووی) یعنی مسجد خیف کی طرف سے جمرۃ العقبة منی کے اخیر میں مکہ سے قریب واقع ہے اور یہ اسی وقت

ہوگا جب جمرہ عقبہ اور مکہ میں زیادہ فصل نہ ہو معلوم ہوا کہ بطحاء (شرعاً) مکہ کی حد میں ہے کیونکہ بطحاء اور جمرہ کبریٰ کے درمیان صرف عقبہ حائل ہے اور بطحاء کا ایک سرا عقبہ سے ملتا ہے جسکے کنارے جمرہ عقبہ ہے اور عقبہ کا طول شمال و جنوب کے پہاڑ سے ملا ہوا ہے یعنی کافی دراز ہے مگر عرض کوئی زیادہ نہیں ہے اور اسی سے متصل منی کی حد ہے۔ پس منی مکہ سے اس قدر قریب ہونے کے باوجود الگ موضع ہے تو معلوم ہوا کہ منی کا موضع آخر ہونا مکہ سے بعد مسافت یا خارج مکہ عدم عمران کی وجہ سے نہیں بلکہ تخلیقی و تشریحی حکمت پر مبنی ہے۔

﴿منی مکہ معظمہ سے ظاہراً و شرعاً مستقل موضع ہے﴾

مقام بطح کا ظاہراً حدود مکہ سے خارج ہونا تو بدیہی اور مسلم ہے لیکن نبی ﷺ اور صحابہ کرام کے قیام کی وجہ سے بطحاء کو حدود مکہ میں ہونے کی شرعی حیثیت کو ملحوظ رکھا جائے تو ہر دو اعتبار سے منی خارج ہے مکہ مکرمہ سے اور مستقل موضع ہے پس منی کا مکہ سے استقلال فقط ظاہری بعد مسافت یا عدم عمران کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ تحدید الہی اور تشریع نبوی نے منی کو مکہ سے خارج اور مستقل موضع کی حیثیت دی ہے جیسا کہ سابقہ ابحاث و حقائق شرعیہ سے بخوبی واضح ہوتا ہے یہی وجہ ہے خیر القرون اور فقہائے مجتہدین کے زمانہ سے اب تک بالاتفاق منی کو مکہ سے خارج اور مستقل موضع ہی شمار کیا گیا ہے اور تشریع احکام حج کا منشاء بھی یہی ہے اور صاحب فتح القدیر محقق ابن ہمام نے حقائق شرعیہ کے پیش نظر امام محمد کا قول ذکر کر کے بطور نتیجہ مکہ اور منی کے شرعاً موضعین ہونے کی صراحت و وضاحت فرمادی ہے قال محمد فی الاصل اذا نوى المسافر ان يقيم بمكة ومنى خمسة عشر يوماً لا يصير مقيماً فعلم اعتبارهما شرعاً موضعين (فتح القدیر باب صلوٰۃ الجمعة ص ۵۴/۲) لہذا منی کے حرم میں ہونے کے باوجود ظاہراً ہی نہیں بلکہ شرعاً بھی مکہ سے منی کا مستقل ہونا امر یقینی و اجماعی ہے۔ جس طرح حل کا علاقہ مختلف خطوں اور آبادیوں پر مشتمل ہونے کے باوجود اہل میقات کے احرام کے

لئے شرعاً مکان واحد کے حکم میں ہے ماوراء المیقات الی الحرم مکان واحد [عنایہ] اسی طرح اس کے برعکس منی حرم میں ہونے کے باوجود مکہ سے تحدید شرعی کی وجہ سے خارج اور مستقل ہے۔ دلائل فقہیہ ”مکہ اور منی دونوں بالذات اصل ہیں“ کے تحت آرہے ہیں۔

### ﴿تائیدات﴾

(۱) ۸/ ویں ذی الحجہ کو منی کی طرف روانگی ہوتی ہے یہ سنت متوارثہ اورائمہ کے نزدیک متفق علیہ ہے اس کے لئے الخروج الی منی، التوجہ الی منی، الرواح الی منی جیسے الفاظ حدیث و فقہ میں بکثرت آئے ہیں درحقیقت یہاں دو بلکہ تین افعال ہیں ایک ہے الخروج من مکہ دوسرا ہے ذہاب الی منی اس کے بعد ہے دخول منی۔ ارشاد الساری الی مناسک للقاری میں ہے لا کلام فی ان الخروج من مکة يوم الترویة سنة۔ اسی کے ساتھ یہ صریح مسئلہ فقہاء نے لکھا ہے: وقد صرحوا بما اذا وافق يوم الترویة يوم الجمعة له ان يخرج الى منی قبل الزوال لكونه وقت سنة الخروج وعدم وقت وجود الجمعة وبعده لا يخرج ما لم يصل الجمعة لوجوبها عليه فيكره الخروج قبل ادائها (مناسک للقاری ۲۶۷) یعنی اگر یوم الترویہ (۸/ ذی الحجہ) جمعہ کے دن آجائے تو حاجی کو چاہئے کہ زوال سے قبل منی کی طرف نکل جائے اسلئے کہ نکلنے کا سنت وقت یہی ہے اور جمعہ کا وقت بھی نہیں ہوا ہے اور زوال کے بعد نہ نکلے جب تک کہ نماز جمعہ ادا نہ کر لے کیونکہ اس پر جمعہ کا وجوب ہو چکا ہے لہذا ادائے جمعہ سے قبل نکلنا مکروہ ہے۔ اور ۸/ ذی الحجہ کی صبح تک مکہ میں قیام کرنا بھی ایک مستقل سنت ہے اسلئے خروج الی منی کی تعبیر میں خروج من مکہ پہلے متحقق ہوگا بعدہ ذہاب و انتقال پھر دخول منی ہوگا پس لفظ خروج ذہاب کے معنی کو متضمن ہے جس پر حرف ”الی“ دلیل ہے۔ اور یہ حقائق فقہاء و محدثین کے یہاں مسلم ہیں چنانچہ منی روانگی کے موقع پر ایک اور مستحب کا ذکر کرتے ہوئے مناسک میں لکھا ہے يستحب ان يكون في خروجه من مكة ودخوله منی ملبیا

دَاعِيَا ذَاكِرًا [ارشاد ۲۶۸] اور البحر العمیق میں ہے ویستحب له المشی من مكة الى منی۔ یعنی مکہ سے نکلنے اور منی میں داخل ہوتے وقت اور درمیانی مسافت طے کرتے وقت تلبیہ اور ذکر و دعاء کا اہتمام مستحب ہے جیسے کہ نماز میں ایک رکن سے دوسرے رکن میں منتقل ہوتے وقت تکبیر انتقال۔

نیز ۱۲ یا ۱۳ / ویں ذی الحج کوری جمرات کے بعد مکہ کی طرف کوچ کرنے کو یوم النفر کہا جاتا ہے اور نفرالی مکہ جب ہوگا جب منی مکہ سے خارج ہو اور قدرے فاصلہ پر واقع ہو۔ الحاق منی کی صورت میں حج کے لئے جاتے ہوئے دخول منی تو پایا جائیگا ”خروج من مکہ“ شرعاً نہیں پایا جائیگا اور حج سے فراغت پر یعنی رمی جمرات کے بعد ”نفرالی مکہ“ نہیں پایا جائیگا پس یہ احکام فقہیہ اور تعبیرات شرعیہ خبر دے رہے ہیں کہ منی شرعاً مکہ سے خارج ہے اور منی کا غیر مکہ ہونا بدیہی ہے جیسا کہ وہ مزدلفہ اور عرفہ سے بھی واقعۃً الگ موضع ہے تو منی کا خارج مکہ ہونا لازم ہے کیونکہ جزء اپنے کل کا مغائر نہیں ہوتا پس دونوں موضع کا شرعاً مستقل ہونا واضح ہو گیا جیسا کہ ابن ہمام نے ذکر کیا ہے۔

(۲) امام مالکؒ کے نزدیک حجاج کیلئے منی، عرفہ اور مزدلفہ میں قصر کرنا اگرچہ نسک کی وجہ سے مستحب قرار دیا گیا ہے مگر خود صاحب مذہب امام مالکؒ سے صراحت ہے کہ حجاج کیلئے قصر کی وجہ سفر ہے یعنی احرام کی حالت میں مکہ سے منی پھر عرفہ اور وہاں سے مزدلفہ اسکے بعد منی پھر مکہ کوچ کرنا یہ بھی

ایک نوع کا سفر ہے، ان الصلوۃ یوم عرفۃ انما ہی ظہر و لکنہا قصر من اجل السفر (موطا مالک ۱۵۶) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلویؒ لکھتے ہیں: فہذا نص عنہ الا انه عد الذهاب من مكة الى منی ومنها الى عرفہ ومنها راجعاً الى المزدلفہ ثم الى المنی ثم الى مكة سفراً واحداً للزومہ بالاحرام (جزء حجۃ الوداع / ۱۰۱)۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقامات مقدسہ شرعاً الگ الگ مواضع ہیں ایک دوسرے کے تابع نہیں ہے۔

## ﴿شہر کی آبادی میں خارج شہر باغات و کارخانوں کا اعتبار نہیں﴾

شہر کے اطراف میں آبادی سے باہر باغات و کارخانے ہوا کرتے ہیں ان باغات و کارخانوں کا وجود اگرچہ شہر کی آبادی سے متصل ہو اور اہل شہر یعنی کارخانوں کے ذمہ دار اپنے باغات میں سکونت پذیر ہوں یا حفاظت کرنے والا عملہ اور ملازمین رہتے ہوں تب بھی شہر کی آبادی میں ان کا اعتبار نہیں ہوگا و لا تعتبر البساتین من عمران المدينة وان كانت متصلة ببنائها ولو سكنها اهل البلدة فی جمیع السنة او بعضها ولا يعتبر سكنی الحفظۃ والاکرة اتفاقاً (مراقی الفلاح ۲۳۱) بخلاف البساتین ولو متصلة بالبناء لانها لیست من البلدة (شامی عن الامداد ۲/۱۲) پس مکہ المکرمہ کی بڑھتی ہوئی آبادی میں جو منی سے قریب ہو چکی ہے جیسا کہ فقیہ عصر حضرت مولانا یوسف بنوریؒ نے ذکر کیا ہے: :تعمیر ایام الموسم وتخلو بقية السنة الا لمن يحفظها هكذا كانت قرية منی غیر ان الآن قد اتصلت ابنية مكة بها و بنيت فيها للسكنی وللحجاج فی الموسم (معارف ۶/۱۹۳) پس اگر مکہ اور منی کے درمیان واقع باغات و کارخانوں میں محافظین یا ملازمین بلکہ ان کے مالکین اہل شہر رہتے ہیں یا رہائشی مکانات میں قیام پذیر لوگ متوطن نہیں ہیں تو پھر مذکورہ بالا جزئیہ کے پیش نظر چونکہ اصل آبادی شہر میں ان کا اعتبار نہیں ہے تو واقعۃً اتصال آبادی نہ پائے جانے کی وجہ سے حساً بھی منی مکہ کے تابع نہ ہو سکے گا اور علی سبیل التسلیم تابع مکہ ہونا امر مشکوک رہے گا جب کہ منی کا مستقل اور غیر مکہ ہونا شرعاً امر یقینی ہے اور یقین لایزول بالشک۔

## ﴿حیثیت شرعی کا اعتبار ہوگا نہ کہ امر حسی کا﴾

اور اگر خارج شہر آباد ہونے والے متوطن ہیں اور اپنے رہائشی مکانات میں مستقل رہتے ہیں تو آبادی میں اگرچہ ان کا اعتبار ہوگا لیکن منی پھر بھی الگ ہی کہلائے گا کیونکہ منی کا استقلال محض حسی اور ظاہری نہیں ہے کہ آبادی کی وجہ سے فاصلہ ختم ہو جانے سے منی کا افراد و استقلال ختم ہو جائے اور

تابع شہر ہو کرنی موضع واحد کہلائے بلکہ منی تشریع الہی کی وجہ سے موضع مستقل ہے جو بعد مسافت یا عدم عمران پر موقوف نہیں ہے۔ لہذا اس اتصال آبادی کی وجہ سے استقلال شرعی میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوگا زیادہ سے زیادہ یہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ظاہر کا تقاضا ہے کہ منی تابع شہر قرار دیا جائے اور حیثیت شرعی متقاضی ہے کہ منی تا قیامت الگ رہے ایسے تقابل کے موقع پر اہل علم جانتے ہیں کہ امر شرعی کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ کہ امر ظاہر کا فقہ میں اسکی سینکڑوں مثالیں پائی جاتی ہیں۔

## ﴿فناء کی بحث﴾

### ﴿فنائے مصر کی تعریف﴾

فناء کسے کہتے ہیں؟ فناء الدار ما امتد من جوانبھا (مختار الصحاح ۲۴۳) فناء کے لغوی معنی مکان کے اطراف کا پھیلا ہوا حصہ یعنی صحن یا کھلی جگہ جیسے گھر کا باڑا، مسجد کا صحن حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: رأیت رسول اللہ ﷺ: قاعداً فی فناء الکعبۃ میں نے حضور ﷺ کو کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے دیکھا اور اصطلاح فقہ میں خارج شہر کے کسی موضع کے فناء ہونے کیلئے ”اعداد لمصالح المصر“ ہونا ضروری ہے کیونکہ فناء کی تعریف جس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے وہ یہ ہے ”فقد نص الائمة علی ان الفناء ما اعد لدفن الموتی وحوائج المصر کرکض الخیل والدواب وجمع العساکر والخروج للرمی وغیر ذالک (شامی بحوالہ تحفۃ اعیان الغنی) مردوں کو دفن کرنا، گھوڑا وغیرہ دوڑانا، لشکر کو تمرین و تدریب کیلئے جمع کرنا اور تیر اندازی وغیرہ کیلئے جو جگہ مختص اور مہیا کی جاتی ہے اسے فناء کہتے ہیں خواہ وہ جگہ شہر سے متصل ہو یا منفصل پس خارج مصر مصالح شہر کیلئے جو جگہ مختص کی گئی ہو وہ فنائے مصر ہے اور اقامت جمعہ و عیدین بھی شہر کے مصالح میں سے ہے اسی وجہ سے (مصلی العید) بھی فناء میں داخل ہے۔ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ لکھتے ہیں: فقہاء کے نزدیک ”فنائے مصر“ مستقل اصطلاح ہے فنائے مصر سے مراد شہر کے مضافاتی علاقے ہیں جن میں شہر کی مصالح اور ضروریات کا نظم

کیا گیا ہو (قاموس الفقہ ۴/۲۵۸ عن مرآۃ الفلاح)

### ﴿فناء کی تقدیر و تحدید﴾

علامہ ابن عابدین شامیؒ فرماتے ہیں ”اعلم ان بعض المحققين اطلق الفناء عن تقدير بمسافه و كذا محرر المذهب الامام محمد وبعضهم قدره بها“ کہ بعض محققین نے فناء کو کسی مسافت کے ساتھ مقدر نہیں کیا ہے اسی طرح مذہب حنفی کی تنقیح کرنے والے امام محمد نے بھی مطلق رکھا ہے اور یہی ظاہر الروایۃ ہے اور بعض محققین نے ایک مقدار مسافت کے ساتھ محدود و متعین کیا ہے..... آگے فرماتے ہیں ”والتعريف احسن من التحديد لانه لا يوجد ذالك في كل مصر وانما هو بحسب كبر المصر وصغره فالقول بالتحديد بمسافة يخالف التعريف المتفق على ما صدق عليه بانه المعد لمصالح المصر (شامی ۲/۱۳۹) یعنی خارج مصر فناء قرار دینے کیلئے اس موضع کو کسی مخصوص مقدار مسافت کے ساتھ محدود کرنے سے بہتر اسکی وہ تعریف ہے جس پر ائمہ کا اتفاق ہے اسلئے کہ کوئی معین مسافت ہر شہر کے فناء میں نہیں پائی جاتی بلکہ مختلف شہروں کے فناء شہر کے بڑے چھوٹے ہونے کے اعتبار سے مختلف مسافت پر ہوا کرتے ہیں لہذا تحدید و تقدیر کا قول متفق علیہ تعریف کے خلاف ہے۔

### ﴿توابع مصر کی تفسیر﴾

خارج مصر چاہے وہ فناء ہو یا مصلیٰ یا قریہ۔ یہ شہر کے تابع کب کہلائے گا اسمیں فقہاء کا اختلاف ہے۔ واما تفسیر توابع المصر فقد اختلفوا فيه (۱) عن ابی یوسف ان المعتبر فيه سماع النداء كان موضعاً يسمع فيه النداء من المصر فهو من توابع المصر والا فلا۔ جو جگہ شہر سے خارج ایسے موقع پر ہو کہ شہر کی اذان جمعہ سنائی دیتی ہے تو وہ جگہ تابع مصر ہے ورنہ نہیں۔

(۲) عن ابی یوسف کل قریہ متصلہ بر بض المصر فہی من توابعہ وان لم تکن متصلہ بالر بض فلیست من توابع المصر۔ ہر وہ قریہ جو رض مصر اطراف شہر سے متصل ہو تو وہ تابع مصر میں سے ہے اور اگر رض مصر سے متصل نہیں ہے تو وہ تابع نہیں ہے۔

(۳) قال بعضهم ما کان خارجاً عن عمران المصر فلیس من توابعہ۔ جو جگہ شہر کی آبادی سے خارج ہے وہ تابع مصر سے نہیں ہے۔ (۴) قال بعضهم المعتبر فیہ قد رمیل۔ (۵) وقال بعضهم ان کان قد رمیل او میلین فہو من توابع المصر والا فلا۔ خارج مصر جو مقام ایک یا دو میل کے فاصلہ پر ہو وہ تابع مصر میں سے ہے ورنہ نہیں۔ (۶) بعضهم قدرہ بستۃ امیال۔ (۷) ومالک قدرہ بثلثۃ امیال۔ (۸) عن الحسن البصری انها تجب فی اربع فراسخ (۹) قال بعضهم ان امکنہ ان یحضر الجمعۃ ویبیت باہلہ عن غیر تکلف تجب علیہ الجمعۃ والا فلا وهذا حسن۔ (بدائع ۲۶۰/۱)۔ شہر سے باہر کوئی شخص ایسی جگہ رہتا ہو کہ وہ جمعہ میں حاضر ہو اور بلا تکلف واپس اپنے گھر والوں کے ساتھ رات گزار سکے تو ایسے شخص پر جمعہ واجب ہے ورنہ نہیں۔

تابع مصر کے بارے میں فقہاء کا یہ اختلاف دراصل خارج مصر رہنے والے پر شہود جمعہ فی المصر کب واجب ہوگا اور کب نہیں اسکے سلسلہ میں ہے علامہ ابن نجیم مصری صاحب البحر الرائق لکھتے ہیں: واختلفوا فیما یکون من توابع المصر فی حق وجوب الجمعۃ علی اہلہ (بحر الرائق ۲/۱۴۱)

﴿خارج مصر شہود جمعہ کن پر واجب ہے﴾

علامہ نحسی لکھتے ہیں (۱) ثم فی ظاہر الروایۃ لا تجب الا علی من سکن المصر والا ریاف المتصلہ بالمصر: جمعہ ان لوگوں پر واجب ہے جو شہر میں رہتے ہیں یا شہر سے متصل

مضافات میں۔ (۲) عن ابی یوسف ان کل من سمع النداء من اهل القرى القريبة من المصر فعليه ان يشهدا وهو قول الشافعی۔ شہر سے قریب بستی والے جو جمعہ کی اذان سنتے ہیں ان پر شہود جمعہ فی المصر واجب ہے۔ (۳) وقال مالک من سكن من المصر على ثلثة اميال او دونها فعليه ان يشهدا، جو لوگ شہر سے تین میل یا اس سے کم فاصلہ پر رہتے ہیں ان پر شہود جمعہ واجب ہے (۴) وقال الاوزاعی من كان بمكنه ان يشهدا ويرجع الى اهله قبل الليل فعليه ان يشهدا۔ شہر سے باہر رہنے والوں میں جس کے لئے یہ ممکن ہو کہ شہر میں نماز جمعہ کیلئے حاضر ہو اور واپس وہ اپنے گھر لوٹ آئے رات ہونے سے پہلے تو ان پر شہود جمعہ واجب ہے۔ (۵) والصحيح ما قلنا ان كل موضع يسكنه من اذا خرج من المصر مسافراً فوصل الى ذالك الموضع كان له ان يصلي صلاة المسافر فليس عليه ان يشهدا لان مسكنه ليس من المصر (مبسوط ۲/۲۴) اور صحیح وہ ہے جو ہم نے کہا کہ: ایسی جگہ کا رہنے والا کہ جب کوئی شخص شہر سے بارادہ سفر نکلے اور اس جگہ تک پہنچے تو وہ قصر نماز پڑھ سکتا ہے پس ایسے موضع میں رہنے والے پر شہود جمعہ واجب نہیں ہے۔

محدث کبیر فقیہ العصر علامہ یوسف بنوریؒ حدیث ”الجمعة علی من آواه اللیل“ کے تحت رقم طراز ہیں کہ یہاں دو مسئلے ہیں دونوں کو خلط نہیں کرنا چاہئے ایک ہے صحت ادائے جمعہ شہر یا قریہ کبیرہ کے ساتھ خاص ہے یا نہیں، دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ شہر کے علاوہ رہنے والوں پر شہود جمعہ کا واجب ہونا: اس دوسرے مسئلہ میں مشائخ کے ۸ اقوال ہیں۔ ہھنا مسئلتان ینبغی أن لا یخلط بینھما ویعلم کل واحدہ علی حیالھا الا ولی بیان موضع صحة صلاة الجمعة و تعیینہ هل هو المصر او القرية الکبیرہ کما هو عندنا او لا یختص بهما کما ذهب الیه غیرنا من الائمة۔ والثانية بیان من یجب علیہ شہود صلاة الجمعة ممن یسکن فی غیر المصر

ای فی ای مقدار من المسافة يجب عليه الحضور لصلاة الجمعة في المصر  
وموضوع حديث الباب هي المسألة الثانية فاعلم ان في الثانية اقوال ثمانية  
لمشائخنا ذكرها الشرنبلالی فی رسالته المختصة بها وهو تحفة اعيان الغنی  
بصحة الجمعة والعیدین فی الفناء (معارف السنن ۴۴۲/۴)۔

### ﴿ مضافات متصلہ ہی تابع شہر ہیں ﴾

بدائع وبسوط اور معارف کی عبارتوں کو دیکھئے جو اقوال واختلاف توابع مصر کے بارے میں  
منقول ہے اسی طرح کے اقوال شہر سے باہر رہنے والوں پر وجوب جمعہ کے سلسلہ میں ہیں اس سے واضح  
ہوتا ہے کہ خارج مصر وہ جگہ حکماً شہر کے تابع ہوگی جہاں کے رہنے والے پر شہود جمعہ فی المصر واجب  
ہے اور یہ جب ہی ہوگا جب وہ جگہ شہر سے متصل ہو، اسی لئے متعدد اقوال ہونے کے باوجود قابل اعتماد  
، مختار اور رائج یہی ہے کہ خارج مصر جو موضع شہر سے متصل ہے تو اہل موضع پر جمعہ واجب ہے : ومن

كان مقيماً بموضع بينه وبين المصر فرجة من المزارع والمراعى نحو القلع ببخارا  
لاجمعة على اهل ذالك الموضع وان كان النداء يبلغهم والغلوة والميل والاميال  
ليس بشى هكذا فى الخلاصة وهكذا روى الفقيه ابو جعفر عن ابى يوسف وهو

اختيار شمس الاثمة الحلوانى كذا فى فتاوى قاضى خان (عالمگیری ۱۴۵/۱، كذا فى فتاوى  
تاتارخانىہ ۲/۴۳) یعنی خارج شہر رہنے والے اور شہر کے درمیان کھیت یا چراگاہ کا فاصلہ ہے تو اس جگہ کے  
باشندوں پر جمعہ واجب نہیں ہے یعنی وہ موضع تابع شہر نہیں ہوگا اور اس سلسلہ میں غلوة یا میل وغیرہ کے  
تحرید کا اعتبار نہیں ہے۔ ومن كان مقيماً فى اطراف المصر ليس بينه وبين المصر  
فرجة بل الابنية متصلة اليه فعليه الجمعة وان كان بينه وبين المصر فرجة من  
المزارع والمراعى فلا جمعة عليه وان كان يسمع النداء ..... (کبیری شرح منیة

المصلیٰ (۵۵۲) (قوله يلحق الفناء بالمصر) ومن المشائخ من منع الجمعة فيه اذا كان منقطعاً عن العمران وهو المعمول عليه (طحاوی علی المراقی ۲۲۱) ولا يجب علی من كان خارجہ ولو سمع النداء من المصر سواء كان قريباً من المصر او بعيداً علی الاصح فلا يعمل بما قيل و ان صحح (مراقی ۲۷۴) قال فی شرح التنبيه قد علمت بنص الحديث والاثر والرواية عن ائمتنا ابي حنيفة و صاحبيه واختيار المحققين من اهل الترجيح انه لا عبرة ببلوغ النداء ولا بالغلوة والاميال وانه ليس بشئ فلا عليك من مخالفة غيره و ان ذكر تصحيحه (طحاوی علی المراقی ۲۷۵)

﴿فناء کا الحاق برائے صحت جمعہ ہے﴾

خارج مصر جمعہ سے متعلق دو مسئلوں میں سے ایک خارج مصر رہنے والوں پر شہود جمعہ فی المصر کا وجوب کب ہے پہلے گزر چکا دوسرا مسئلہ ہے خارج مصر اقامت جمعہ کا صحیح ہونا اس سلسلہ میں خارج مصر اگر فناء ہے تو چونکہ فناء حوائج بلد کے لئے مختص ہوتا ہے اسلئے ادائے جمعہ کے بارے میں وہ شہر سے ملحق کہلاتا ہے لہذا فناء کے ثبوت کے بعد شہر سے فاصلہ کا اختلاف جو بھی ہو فناء کا الحاق صحت جمعہ کیلئے ہے نہ کہ قصر و اتمام کیلئے۔ علامہ عینی فرماتے ہیں (۱) : قلت فناء المصر انما الحق به فيما كان من حوائج اهله والجمعة والعیدین من حوائج اهله وقصر الصلوة ليس منها (بتایہ شرح ہدایہ للعینی ۲/۱۷) اور علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں: (۲) وذكر في غاية البيان : ان فناء المصر ملحق به في وجوب الجمعة لا في اتمام الصلوة بدليل انه يقصر الصلوة فيه ذهاباً و اياباً (بحر الرائق ۲/۳۱) (۳) ولا يلحق فناء المصر بالمصر في حق السفر ويلحق الفناء بالمصر لصحة صلاة الجمعة، والفرق ان الجمعة من مصالح المصر و فناء المصر ملحق بالمصر فيما هو من حوائج المصر و اداء الجمعة منها وقصر الصلاة

لیس من حوائج اهل المصر فلا يلحق فناء المصر بالمصر فى حق هذا الحكم (مراتی)  
 ﴿قصر و اتمام کا تعلق فنائے متصلہ سے ہے﴾

اور اگر فناء شہر سے متصل ہے تو تابع شہر ہونے کی وجہ سے قصر و اتمام کا بھی تعلق فناء سے ہوگا  
 علامہ شامی لکھتے ہیں: واما الفناء وهو المكان المعد لمصالح البلد كرض الدواب ودفن  
 الموتى والقاء الشراب، فان اتصل بالمصر اعتبر مجاوزته وان انفصل بغلوة او  
 مزرعة فلا. كما يأتى بخلاف الجمعه فتصح اقامتها فى الفناء ولو منفصلاً بمزارع  
 لان الجمعة من مصالح البلد بخلاف السفر كما حققه الشرنبلالى فى رسالته (رد  
 المحتار ۱۲۱/۲ مطبوع کراچی) واما فناء المصر فان كان بينه وبينه اقل من غلوة وليس بينهما  
 مزرعة تعتبر مجاوزته ايضاً والا فلا (حلبی ۵۳۷) یعنی فناء اگر شہر سے متصل ہے تو سفر کے تحقق  
 کیلئے فناء سے تجاوز کا اعتبار ہوگا اور اگر غلوة یا کھیت کے بقدر منفصل ہے تو مجاوزت فناء کا اعتبار نہ ہوگا یعنی  
 شہر کی حد سے نکلتے ہی مسافر بن جائے گا اگرچہ فناء سے نہ گزرا ہو بخلاف جمعہ کے کہ اقامت جمعہ فناء شہر  
 میں درست ہے اگرچہ وہ منفصل ہو اسلئے کہ جمعہ مصالح شہر میں سے ہے نہ کہ سفر اور جب فناء تابع  
 شہر نہیں ہے تو ایسی جگہ سے تجاوز (پارہونا، گذر جانا) سفر کے تحقق کیلئے معتبر نہیں خواہ وہ جگہ قریہ صغیرہ ہو یا  
 فنائے منفصلہ۔ فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ وهل يعتبر مجاوزة الفناء؟ ان كان بين المصر و

فنائہ اقل من قدر غلوة ولم يكن بينهما مزرعة يعتبر مجاوزة الفناء ايضاً وان كان  
 بينهما مزرعة او كانت المسافة بين المصر و فنائہ قدر غلوة يعتبر مجاوزة العمران  
 ولا يعتبر مجاوزة الفناء وكذلك الانفصال بين القريتين او بين قرية و مصر (فتاویٰ  
 قاضی خان ۱۶۵/۱، علی ہاشم العالگیری)۔ ومن مشائخنا من اعتبر مجاوزة فناء المصر ان كان  
 بين المصر وبين فنائہ اقل من قدر غلوة ولم يكن بينهما مزرعة يعتبر مجاوزة الفناء

وان كان بينهما مزرعة او كانت المسافة بين المصر وفنائہ قدر غلوة لا تعتبر مجاوزة الفناء (تاتارخانیہ ۸/طبع بیروت). وان انفصل الفناء بمزرعة او فضاء قدر غلوة وتقدم انها من ثلثمائة الى اربع مائة لا يشترط مجاوزته (مراقی ۲۴۰)

### ﴿ خلاصہ بحث ﴾

سابقہ تفصیلات سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ اطراف شہر کا جو حصہ شہر کی آبادی سے غلوہ یا کھیت کے بقدر فاصلہ پر ہو تو وہ منفصل ہے اور وہ تابع شہر نہیں ہے پس خارج شہر جو فناء یا قریہ شہر سے متصل ہے یعنی دونوں کے درمیان نہ مزرعہ حائل ہے اور نہ خالی زمین میں غلوہ کا فاصلہ ہے۔ تو وہ واقعہ شہر کے تابع ہے ان پر شہود جمعہ فی المصر بھی واجب ہے اور ایسے موضع میں ادائے جمعہ بھی صحیح ہے اور تابع شہر ہونے کی وجہ سے حکماً موضع واحد ہے اسلئے تحقق سفر کیلئے ایسے مضافات متصلہ سے تجاوز بھی ضروری ہے من كان في اطراف المصر ليس بينه وبين المصر فرجة فعليه الجمعة وان كان بينهما مزارع او مرعى لا الجمعة عليه (مختارات النوازل ۱/۳۸۵) وان كان احدهما تبعا للآخر بان كان قريبا من المصر بحيث تجب الجمعة على ساكنيه فانه يصير مقيماً فيها بدخول احدهما ايهما كان لانهما في الحكم كموطن واحد (مجمع الانهر ۲۴۱/النهر الفائق ۱/۳۴۶) اور اگر فناء متصل نہیں ہے تو وہ تابع شہر نہیں ہے لہذا اہل فناء پر شہود جمعہ فی المصر واجب نہیں ہے اور قصر و اتمام کے سلسلہ میں وہ شہر سے الگ موضع ہے۔ البتہ اقامت جمعہ فنائے منفصلہ میں بھی صحیح ہے کیونکہ ادائے جمعہ مصالح مصر میں سے ہے اور قصر صلوة شہر کے مصالح میں سے نہیں ہے۔

حاصل یہ کہ صحت ادائے جمعہ کا مناط و مدار مصر یا فنائے مصر ہونا ہے قطع نظر اس سے کہ وہ موضع واحد ہو یا موضعین۔ وفي البحر: لو كان الموضعان من مصر واحد او قرية واحدة فانها صحيحة لانهما متحدان حكماً الا ترى انه لو خرج اليه مسافر لم يقصر (رد المحتار)

جب کہ مسافر کیلئے نیتِ اقامت کے صحیح ہونے کا مدار صالح مقام کے توحید پر ہے قطع نظر اس سے کہ وہ مقام مصر ہو یا قریہ پس جہاں نیتِ اقامت معتبر ہے ضروری نہیں کہ وہاں جمعہ بھی صحیح ہو جیسے قریہ صغیرہ۔ اور جہاں جمعہ درست ہوتی ہے ضروری نہیں کہ وہ شہر کے حکم میں ہو یعنی ممکن ہے وہ جگہ شہر سے الگ ہو جیسے فنائے منفصلہ۔

### ﴿منی کے استقلال کا بیان﴾

فنائے متعلق شریعت کا عام ضابطہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا البتہ منی کی حیثیت عام مضافات شہر سے بالکل الگ ہے کیونکہ تکوینی طور پر منی حرم کا حصہ ہے اور تشریحی طور پر منی حرم مکہ سے الگ موضع ہے۔ لیکن کیا منی کو فنائے مکہ قرار دے کر تابع شہر کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟

### ﴿منی اصطلاحاً فنائے مکہ نہیں ہے﴾

منی اپنے رقبہ کے محدود ہونے اور مناسک حج کے ساتھ مخصوص ہونے کے بعد محض اسلئے کہ وہ مکہ سے قریب ہے کیا اس پر فنائے مصر کی تعریف صادق آتی ہے؟ فناء کی اصطلاحی تعریف جو فقہاء کے یہاں مسلم ہے شامی کے حوالہ سے پہلے گزر چکی ہے مزید براں وفی الخانیہ فناء المصر هو الموضع المعد لمصالح المصر المتصل به (تاتارخانیہ ۲/۴۱، عالمگیری ۱/۱۴۵، حلبی ۵۵۱) ہے ظاہر ہے کہ جن مصالح شہر کو فقہاء نے ذکر کیا ہے یعنی گھوڑوں کی تضمیر، لشکر کی تمرین، مردوں کی تدفین، تیر اندازی اور کوڑا کرکٹ کا ڈالنا وغیرہ رفاهی امور برائے شہر وہ منی میں نہیں پائے جاتے اور جن امور کے لئے منی مختص کیا گیا ہے یعنی بعض مناسک حج وہ مصالح مصر نہیں ہے۔ پس منی مکان معد لمصالح المصر نہیں ہے بلکہ اعداد الہی کی وجہ سے مکان معد لمناسک الحج ہے پس حق بات یہ ہے کہ منی پر فناء کی اصطلاحی تعریف بالکل صادق نہیں آتی۔ اسلئے منی کو عرفاً فنائے مکہ قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

﴿منی کو فناء کہے جانے کی وجہ﴾

پھر وہ کونسا معنی ہے؟ جسکی وجہ سے منی کو فناء کہہ بھی کہا گیا ہے، المسجد الحرام بمنزلة الفناء للكعبة والحرم بمنزلة الفناء لمكة (مبسوط سرحدی) یعنی مسجد حرام عین کعبہ کیلئے فناء کے درجہ میں ہے اور حرم (جس میں منی اور مزدلفہ بھی ہے) مکہ کے لئے بمنزلہ فناء کے ہے تو اسکا جواب یہ ہے اعلم ان البيت لما كان معظماً مشرفاً جعل له حصن وهو مكة وحامي وهو الحرم وللحرم حرم وهو المواقيت حتى لا يجوز لمن دونه ان يتجاوزه الا بالاحرام تعظيماً للبيت (عنايہ علی ہامش الفتا ۲/۲۴۵) ووجوب الاحرام على من يريد الحج والعمرة عند دخول مكة لظهار شرف تلك البقعة (مبسوط ۴/۱۶۷) اس سے معلوم ہوا کہ تعظیم بیت اللہ اور تعظیم مسجد حرام کیلئے پورے حرم کو محترم قرار دیا گیا جو بمنزلہ فناء مسجد کے ہے جیسے مسجد کی تعظیم میں صحن مسجد کو بھی جب کہ مسجد شرعی سے خارج ہو ادباً و احتراماً مسجد کہا جاتا ہے۔ لہذا اس سے اصطلاحاً منی کا فناء مکہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

اور اگر عصری تقاضوں کے مطابق مستشفی (اسپتال) وغیرہ منی کے حدود میں تعمیر کئے گئے ہیں تب بھی اس سے منی کو اصطلاحی فناء شہر (مکہ) قرار دینا صحیح نہیں ہے اسلئے کہ ”اعداد لمصالح المصمر“ نہیں پایا گیا کیونکہ شارع حقیقی اللہ تعالیٰ نے منی کو بعض مناسک کیلئے نزول قرآن کے وقت سے ہی مختص کر دیا ہے پس موضع منی کا ”معد لمناسک الحج“ ہونا تا قیامت رہے گا لہذا صدیوں کے بعد بعض مصالح شہر کے احداث سے منی کے اعداد الہی میں کوئی تغیر نہیں ہوگا کیونکہ مستشفی وغیرہ مثلاً آج ہے کل نہ رہے جیسے منی میں بہت سے لوگوں نے رہائشی مکانات بنائے تھے حکومت وقت نے اسے ختم کر دیا اور واقعہ یہ ہے کہ جن مصالح عصریہ کا وجود منی میں نظر آتا ہے وہ اصالتہً حجاج و معتمرین کی خدمت کی غرض سے مہیا کی گئی ہیں اور تبعاً اہل مکہ بھی فائدہ اٹھاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ زیادہ تر انکا

استعمال زائرین بیت اللہ ہی کیلئے ہوتا ہے حاصل یہ ہے کہ منی مشاعر مقدسہ میں ہونے کی وجہ سے اسکی شان عام فناء مصر سے بالکل الگ ہے۔

﴿منی میں صحت اداائے جمعہ کی بناء﴾

منی جب حقیقتاً و اصطلاحاً فناء نہیں ہے بلکہ موضع عبادت ہے البتہ قلیل آبادی ہونے کی وجہ سے منی قریہ صغیرہ بھی ہے جیسا کہ اکثر فقہاء نے لکھا ہے اور قریہ صغیرہ میں احناف کے نزدیک جمعہ درست نہیں ہے مگر ایام حج میں منی کی حیثیت شہر کی ہو جاتی ہے خصوصاً جبکہ خلیفۃ المسلمین یا امیر حجاز یا امیر مکہ حاجیوں کے ساتھ ہولہذا مصر بن جانے کی وجہ سے اقامت جمعہ فی المنی درست ہے امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک لیکن امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ منی کا ایام حج میں مصر جامع ہونا یقینی نہیں ہے بلکہ وہ قریہ ہی ہے اسلئے اداائے جمعہ درست نہیں ہے جازت بمنی فی الموسم للخیفۃ او لامیر الحجاز ..... ولا تجوز فی غیر هذه الايام کذا فی محیط السرخسی (عالمگیری ۱/۱۲۵) وتجاوز اقامتها بمنی فی ایام الموسم اذا کان الامیر امیر الحجاز او کان الخلیفۃ هناک عند ابی حنیفۃ و ابی یوسف خلافاً لمحمد لانها تتمصر اذ ذاک (حلبی ۵۵۱، تاریخانیہ ۲/۴۲)

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اختلاف کی بناء یہ ہے کہ شیخین کے نزدیک منی توابع مکہ میں سے ہے۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک توابع میں سے نہیں ہے لیکن یہ تو جیہ صحیح نہیں ہے۔ ویتصل بهذا اقامة الجمعة فی ایام الموسم بمنی. قال بعض مشائخنا ان الخلاف بین اصحابنا فی هذا بناءً علی ان منی من توابع مکة عندهما و عند محمد لیس من توابعها وهذا غیر سدید ..... والصحيح ان الخلاف فيه بناءً علی ان المصر الجامع شرط عندنا الا ان محمداً يقول ان منی لیس بمصر جامع بل هو قرية فلا تجوز الجمعة بها کما

لا تجوز بعرفات وهما يقولون انها تتمصر فى ايام الموسم (بدائع ۲۶۰/۱)

بعض حضرات نے کہا منی میں جمعہ پورے سال جائز ہے اسلئے کہ منی فنائے مکہ میں سے ہے لیکن یہ بھی صحیح نہیں ہے و اختلافوا فى بناء الخلاف فقیل مبنی علی انها من توابع مكة عندهما خلافه..... والصحيح انه مبنی علی انها تتمصر فى ايام الموسم. وقيل تجوز فى جميع الايام لان منی من فناء مكة، وقد علمت فساداً کو نها من فناء مكة وانما لا تقام صلاة العيد بمنى اتفاقاً للتخفيف (بحر الرائق ۱۴۲/۲)

﴿اقامت کی نیت فی موضع واحد شرط ہے﴾

مسافر کیلئے اقامت کی نیت کا موضع واحد میں ہونا شرط ہے خواہ حقیقتاً واحد ہو یا حکماً قطع نظر اس سے کہ وہ جگہ شہر ہو یا قریۃ صغیرہ البتہ وہ جگہ صالح للاقامة ہو۔

(۱) وفى المجتبى والنية تؤثر بخمس شرائط احدها ترك السير حتى لو نوى الإقامة وهو يسير لم يصح، ثانيها صلاحية الموضع حتى لو اقام فى بحر او فى جزيرة لم يصح، ثالثها اتحاد الموضع. رابعها المدة. خامسها الاستقلال بالراى. (البحر الرائق باب صلوة المسافر وكذا فى الهندية ص ۱۳۹ ج ۱)

(۲) ثم لا يزال المسافر على حكم السفر حتى يدخل وطنه او ينوى إقامة خمسة عشر يوماً بموضع واحد من مصر او قرية غير وطنه (الحلى ۵۳۹)

(۳) او ينوى إقامة نصف شهر ببلدة او قرية واحدة (التقاية باب صلوة المسافر ص ۳۸۰/۱)

(۴) الثالث ان يكون الموضع الذى نوى الإقامة فيه واحداً فلو نوى الإقامة فى بلدين لم يعين احدهما لم تصح نيته (الفقه على مذهب الاربع)۔

(۵) واما اتحاد المكان فالشرط نية مدة الإقامة في مكان واحد لان الإقامة قرار والانتقال يضاده ولا بد من الانتقال في مكانين ، واذا عرفت هذا فنقول اذا نوى المسافر الإقامة خمسة عشر يوماً في موضعين فان كان مصرّاً أو قريةً واحدةً صار مقيماً لانهما متحدان حكماً الا يرى انه لو خرج اليه مسافر ألم يقصر فقد وجد الشرط وهو نية كمال مدة الإقامة في مكان واحد فصار مقيماً وان كان مصرين نحو مكة و منى او الكوفة و الحيرة او قريتين او احدهما مصر و الآخر قرية لا يصير مقيماً لانهما مكانان متباينان حقيقةً و حكماً الا ترى انه لو خرج اليه المسافر يقصر فلم يوجد الشرط ..... (بدائع ۱/۹۸)۔

### ﴿دو مستقل موضع میں نیت اقامت معتبر نہیں﴾

اور اگر مدت اقامت کی نیت دو موضع میں ہے اور وہ دونوں اصلاً الگ ہیں تو نیت اقامت معتبر نہ ہوگی خواہ موضع کا الگ ہونا حسی اور واقعی طور پر ہو جیسے عام بلاد و قری یا شرعی طور پر ہو جیسے مکہ کے مقابلہ میں منی و مزدلفہ اسی وجہ سے مسافر حاجی جب مکہ پہنچتا ہے تو اقامت کے معتبر ہونے کیلئے ضروری ہے کہ مدت اقامت خروج الی منی سے قبل ہو یہ ضابطہ ائمہ مجتہدین اور فقہاء و محدثین کے نزدیک بالکل مسلم ہے۔ حافظ العصر ابن حجر عسقلانی نے باب کم اقام النبی ﷺ فی حجة ترمجة الباب کا مقصد ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ المقصود بهذه الترجمة بیان ما تقدم من ان المحقق فيه نية الإقامة هي مدة المقام بمكة قبل الخروج الى منی (فتح الباری ۳/۲۷۳)

(۱) ولونوی الإقامة خمسة عشر يوماً في موضعين فان كان كل منهما اصلاً بنفسه نحو مكة و منی و الكوفة و الحيرة لا يصير مقيماً وان كان احدهما تبعاً للآخر حتى تجب الجمعة على سكانها يصير مقيماً (فتاویٰ ہندیہ ۱/۱۴۰)

(٢). الكوفي اذا نوى الإقامة بمكة ومنى خمسة عشر يوماً لم يكن مقيماً

وان لم يكن بينهما مسيرة سفر لانه لم ينو الإقامة في احدهما خمسة عشر يوماً  
(فتاوى قاضي خان على هامش العالگیری ١/٢٦)۔

(٣) فان نوى المسافر الإقامة في موطنين خمسة عشر يوماً نحو مكة ومنى

او الكوفة والحيرة لم يصير مقيماً (تاتارخانيه)

(٤) فتاوى سراجيہ میں ہے: رجل قدم مكة حاجا في عشر الاضحى وهو يريد ان

يقيم سنة فانه يصلى ركعتين حتى يرجع من منى لان نية الإقامة في الحال لا يعتبر بها  
لانه يحتاج الى ان يخرج الى منى لقضاء المناسك فصار بمنزلة نية الإقامة في غير  
موضعها فاذا خرج من منى صلى اربعاً (فتاوى سراجيہ ٢٢٢)۔

(٥) واما اتحاد المكان فالشرط نية مدة الإقامة في مكان واحد لان الإقامة

قرار والانتقال يضاده ولا بد من الانتقال في مكانين ، واذا عرفت هذا فنقول اذا نوى  
المسافر الإقامة خمسة عشر يوماً في موضعين فان كان مصر أو قرية واحدة صار  
مقيماً لانهما متحدان حكماً الا يرى انه لو خرج اليه مسافر ألم يقصر فقد وجد  
الشرط وهو نية كمال مدة الإقامة في مكان واحد فصار مقيماً وان كان مصريين  
نحو مكة ومنى او الكوفة والحيرة او قريتين او احدهما مصر والآخر قرية لا يصير  
مقيماً لانهما مكانان متباينان حقيقةً وحكماً الا ترى انه لو خرج اليه المسافر يقصر  
فلم يوجد الشرط ..... (بدائع ١/٩٨)۔

(٦) وذكر في كتاب المناسك ان الحاج اذا دخل مكة في ايام العشر

ونوى الإقامة خمسة عشر يوماً او دخل قبل ايام العشر لكن بقى الى يوم التروية اقل

من خمسة عشر يوماً ونوى الإقامة لا يصح لانه لا بد له من الخروج الى عرفات فلا  
تتحقق نية اقامته خمسة عشر يوماً فلا يصح (مناسك للقاری ۲۷۶، البحر العمیق ۱۳۲۰)

﴿مکہ اور منی دونوں بالذات اصل ہیں﴾

مذکورہ بالا دلائل سے واضح ہو گیا کہ منی مکہ سے الگ موضع ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ان دونوں  
جگہوں کا اصل ہونا انسان کی تجویز و تعیین سے ہرگز نہیں ہے بلکہ خالق و شارع کی طرف سے بذریعہ وحی  
تحدید و تخصیص کے ذریعہ ہے، پس دونوں شرعاً بھی الگ ہوئے چنانچہ اسکے مفرد و مستقل ہونے پر فقہاء  
محدثین اور جمہور علمائے امت کا اجماع و اتفاق ہے اسی وجہ سے فقہاء نے مکہ اور منی کو ملا کر نیت اقامت  
کا اعتبار نہیں کیا ہے۔

(۱) او ینوی اقامة نصف شهر ببلد او قرية لا بمكة و منی (کنز الدقائق) ای لا يتم  
اذا نوى الإقامة بمكة و منی ونحوهما من مکانین کل منهما اصل بنفسه لانها لو  
جازت فی مکانین لجازت فی اماکن (انہر الفائق ۱/۳۲۶)۔

(۲) هذا اذا كان کل واحد من الموضعین اصلاً بنفسه كما ذکر (تبیین الحقائق)

(۳) وفي المفید والتحفة هذا اذا كان کل واحد منهما اصلاً كمكة و منی او  
كالکوفة والحيرة فاذا كان احدهما تبعاً للآخر بان نوى الإقامة فی المصر وفي  
موضع اخر تبع لها وهو ما يلزم ساکنیه حضور الجمعة یصیر مقيماً بدخول الذی  
نوی ان یقیم فيه لیلاً ولا یصیر مقيماً بدخول الذی نوى ان یقیم فيه نهاراً (بنایہ ۲/۳۷)

(۴) واذا نوى المسافر ان یقیم بمكة و منی خمسة عشر يوماً لم يتم الصلوة لان  
اعتبار النية فی موضعین یقتضی اعتبارها فی مواضع و هو ممتنع (ہدایہ)۔

(۵) او ینوی اقامة نصف شهر ببلدة او قرية و احدة - (نقایص ۱/۳۸۰) وانما قید

البلدة او القرية بكونها واحدة لان نية الإقامة في بلدتين او قريتين او بلدة و قرية لا تصح فلا تصح نية الإقامة بمكة و منى لفقد نية الإقامة كُملًا (فتح باب العناية للقارى)

(۶) و اذا قدم الكوفى مكة و هو ينوى ان يقيم فيها و منى خمسة عشر يوماً فهو مسافر ، لان الإقامة ما يكون فى موضع واحد ..... و هذا اذا نوى الإقامة فى موضعين كمكة و منى و الكوفة و الحيرة (مبسوط ۱/۲۳۷)

(۷) و لو نوى الإقامة خمسة عشر يوماً فى موضعين فان كان كل منهما اصلاً بنفسه نحو مكة و منى و الكوفة و الحيرة لا يصير مقيماً و ان كان احدهما تبعاً للآخر حتى تجب الجمعة على سكانها يصير مقيماً (فتاوى ہندیہ ۱/۱۴۰)

(۸) و فى شرح ابن ابى عوف : اذا نوى ان يقيم بمكة و منى خمسة عشر يوماً لم يتم الصلاة لان كل واحد منهما موضع على الانفراد (البحر العمیق ۱۳۱۹)

(۹) حاصل المسئلة ان نوى الإقامة فى موضعين فان كان كل واحد منهما اصلاً بنفسه و لم يكن تبعاً للآخر مثل مكة و منى لم يتم الصلوة (البحر العمیق ص ۱۴۲۰).

(۱۰) قال محمد فى الاصل اذا نوى المسافر ان يقيم بمكة و منى خمسة عشر يوماً لا يصير مقيماً فعلم اعتبارهما شرعاً موضعين (فتح القدير، ج ۲/ص ۵۴ باب صلوة الجمعة)

(۱۱) فيقصر ان نوى الإقامة فى اقل منه اى فى نصف شهر او نوى فيه (اى نصف شهر) لكن فى غير صالح كنحو جزيرة او نوى فيه (اى فى صالح لها) لكن بموضعين مستقلين كمكة و منى (درمخ الرد، ص ۶۰۶/۲)

مذکورہ بالا صریح دلائل اور اس سے قبل کی واضح فقہی عبارتوں کا حاصل یہی ہے کہ مکہ اور منی شرعاً مستقل موضع ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے نیز منی مکہ کے تابع نہیں ہے غالباً اسی وجہ سے حضرت

مولانا محمد یوسف بنوریؒ جیسے محقق و مبصر محدث و فقیہ نے منی سے اتصال آبادی کا مشاہدہ کیا اور اپنی شرح ترمذی معارف السنن میں ذکر بھی کیا ہے مگر مکہ سے الحاق کے نقطہ فکر سے تعرض نہیں کیا۔ اسی طرح دیگر اکابر محققین خصوصاً بالکل ماضی قریب کے حضرت فقیہ الامت مفتی اعظم ہند و دارالعلوم دیوبند مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے نزدیک مکہ کی کثرت آبادی اور اتصال آبادی کے مظاہر پوشیدہ نہیں تھے بایں ہمہ داخل مکہ ہونے پر کوئی تعرض نہیں کیا گیا اسکی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ منی کے خارج مکہ ہونے میں جو شرعی حیثیت ہے وہ قرآن و حدیث اور فقہ کی روشنی میں ایک مسلم حقیقت ہے اور جب منی شرعاً مکہ سے الگ موضع ہے تو پھر مکہ کی آبادی بڑھ جانے سے منی کو مکہ کے تابع بنا کر جزء قرار دینا صحیح نہیں ہے پس جس طرح مکہ کو دوسرے شہر پر قیاس نہیں کر سکتے اسی طرح منی کو دیگر فنائیں مصر یا قریہ متصلہ بالمصر پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

### ﴿ازالۃ الخفاء عن استقلال المنی﴾

مکہ المکرّمہ کی آبادی مشرق کی طرف بڑھتی ہوئی منیٰ تک پہنچ جانے کی وجہ سے منیٰ کو شہر مکہ سے لاحق کرنے کی بحث اٹھائی گئی آبادی کی کثرت و اتصال بالمنیٰ کے مشاہدے کئے گئے یہاں تک کہ اہل علم میں خیر القرون سے چلا آرہا متفق علیہ قدیم موقف میں اختلاف نے راہ پالی اور مسئلہ مختلف فیہ بن گیا اور مفتیان کرام کی مختلف تحریرات بھی آگئیں،

جدید موقف کے حاملین اہل علم کے دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ کثرت و اتصال آبادی کا تقاضا ہے کہ مضافات شہر کو جزء شہر قرار دیا جائے اور اس پر مرتب ہونے والے فقہی احکام کو ظاہر کیا جائے چنانچہ منیٰ کو جزء مکہ مان لیا گیا اور اس کے محدود و مشعر ہونے کی وجہ سے جو اشکال وارد ہوتا ہے اس کا جواب یہ دیا گیا کہ منیٰ کا محدود ہونا اور بعض مناسک کا عرصہ منیٰ میں انجام دینا الحاق کے لئے مانع نہیں ہے کیوں کہ الحاق سے نہ منیٰ کی حد بندی متاثر ہوتی ہے اور نہ احکام مشروعہ فی المنیٰ میں تبدیلی واقع ہوتی

ہے پس باوجود محدود و مشعر ہونے کے الحاق درست ہے جیسے محدود و مخصوص میدان وغیرہ۔ یہ استدلال اپنے ظاہر کے اعتبار سے صحیح اور قوی معلوم ہوتا ہے۔

لیکن حق یہ ہے کہ دو چیزوں کی وجہ سے مذکورہ استدلال کی قوت مضاعف ہو جاتی ہے (۱) ایک یہ کہ منیٰ کو مشعر ہونے کے باوجود عام مضافات شہر یا فناء مصر یا کسی محدود و مخصوص میدان پر قیاس کر کے الحاق کی سعی کی گئی ہے حالانکہ منیٰ کی حیثیت ان سب سے بالاتر اور جداگانہ ہے اسلئے یہ قیاس ہی صحیح نہیں ہے (۲) دوسری اہم چیز جو شاید پردہ خفا میں رہی وہ ہے منیٰ کا (مکہ کے مقابلے میں) استقلال اور موضع آخر ہونا یعنی صرف یہی نہیں کہ منیٰ ایک محدود وسیع میدان ہے اور اس میں بعض مخصوص افعال شرعیہ انجام دیئے جاتے ہیں بلکہ وہ مشعر اور مخصوص جائے عبادت ہونے کی وجہ سے مکہ سے الگ مستقل موضع ہے اور الحاق سے استقلال باطل ہو جاتا ہے یا پھر منیٰ کے موضع آخر ہونے کو صرف بعد عن المکۃ سے مربوط سمجھا گیا اور اب اتصال آبادی کی وجہ سے بعد ختم ہو گیا ہے لہذا الحاق ہونا چاہئے تو یہ بھی مخدوش ہے کیوں کہ حجۃ الوداع میں خود حضور ﷺ کا قیام بہت سے صحابہ کرامؓ کے ساتھ بطحا میں تھا جہاں سے منیٰ بالکل قریب تھا صرف ”عقبہ“ ہی ایک حد فاصل تھا جس کا فاصلہ منیٰ کی جانب بہت کم تھا اور یہیں سے حج کے احرام کے ساتھ حضور ﷺ نے مع صحابہ کرام کے منیٰ کی طرف کوچ فرمایا جس کو تمام محدثین اور فقہاء مکہ سے خروج یا منیٰ کی طرف کوچ سے تعبیر کرتے ہیں اور بطحا کے قیام کو حدیث وفقہ میں مکہ ہی کا قیام کہا جاتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ بطحا شروع ہی سے مکہ کا حصہ رہا ہے خواہ آباد نہ ہو پس منیٰ کا مکہ سے الگ و مستقل ہونا یا اصلاً موضع آخر ہونا بالکل یقینی ہے غرض یہ ”استقلال“ تحدید الہی اور تشریع و تقسیم مناسک کے اقتضاء سے ثابت ہے جو تمام فقہاء کے نزدیک ایک مسلم حقیقت اور مشعر ہونے کا مقتضی ہے جسے ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

حاصل یہ کہ منیٰ کے شعار و مشعر ہونے ہی کی وجہ سے مکہ سے اس کا الحاق درست نہیں ہے خواہ

ظاہر میں آبادی کا اتصال ہو جیسا کہ مسعی مشعر ہے اور مسجد حرام سے اس کا حکم شرعاً جداگانہ ہے، اور دائماً یہ حکم باقی رہے گا پس استقلال منیٰ ”الحاق“ سے مانع ہے،

﴿منیٰ کو جزو مکہ قرار دینے کے قیاسات کے جوابات﴾

منیٰ کو جزو مکہ قرار دینے سے اگرچہ اس کا نام اصلاً و عرفاً و شرعاً باقی رہے گا اور اسکے حدود محفوظ اور احکام جاری رہیں گے مگر الحاق کی وجہ سے جو اثرات و تغیرات پیدا ہونگے اس سے منیٰ کی شرعی و استقلالی حیثیت ختم ہو جائے گی اور استقلال کی وجہ سے بعض احکام مشروعہ میں خلل واقع ہوگا۔

﴿عام شہروں کے مخصوص میدانوں پر قیاس﴾

(الف) اندرون شہر میدان یا کوئی مخصوص جگہ جو شہر کے مقاصد یا مصالح کیلئے محدود و متعین ہوتی ہے اور شہر کا ہی ایک حصہ ہوتا ہے اس پر منیٰ کو قیاس کرنا یعنی اتصال آبادی کی وجہ سے منیٰ کو مکہ کا تابع بنا کر شہر کا جزو یا ایک محلہ قرار دینا صحیح نہیں ہے کیونکہ میدان اور مکان کی تحدید و تخصیص انسان (یا حکومت) کے اختیار میں ہے کہ کسی میدان کی حیثیت عرفی کو ختم کر کے آبادی میں تبدیل کر دے اور کسی آبادی کو منتقل کر کے فضاء و میدان میں تبدیل کر دے جبکہ منیٰ کی تحدید و تخصیص میں ادنیٰ بھی تغیر کا حق اور اختیار بندہ کو نہیں ہے کیونکہ یہ تخلیق اور تشریع الہی ہے تجویز انسانی نہیں ہے۔

﴿خارج حرم تنعیم کو جزو شہر قرار دینے پر قیاس﴾

(ب) مزدلفہ اور منیٰ کے علاوہ حرم کی کسی دوسری جانب غیر آباد علاقہ بستی میں تبدیل ہو جائے اور مکہ کی آبادی سے متصل ہو جائے یا آبادی حرم سے متجاوز ہو کر بلد مکہ کا حصہ بن جائے تو اس سے حرم کے احکام شرعیہ میں کوئی تغیر واقع نہ ہوگا۔ اور خارج حرم جو حصہ داخل شہر کیا گیا ہے وہ چونکہ منیٰ کی طرح شرعاً محدود و مشعر نہیں ہے کہ تابع شہر قرارینے سے استقلال شرعی کی مخالفت لازم آئے پس حرم کا حکم باعتبار عظمت باقی رہے گا اور خارج حرم جو متصل بالمصر ہے باعتبار بلدیت موضع واحد ہو جانے کی وجہ

سے اسکے متعلق احکام وجوب جمعہ اور قصر و اتمام کے جاری ہونگے۔ بخلاف منیٰ کہ اسے جزو مکہ قرار دینے سے اگرچہ منیٰ کے احکام مخصوصہ اپنی جگہ برقرار رہیں گے مگر منیٰ کا شرعی استقلال جسکی وجہ سے وہ اصلاً موضع آخر ہے وہ متاثر ہو کر رہے گا بلکہ ختم ہو جائے گا اور یہ درست نہیں ہے۔

﴿منیٰ کو فنائے مصر ”مکہ“ مان لینے پر قیاس﴾

(ج) مسجد حرام کو خانہ کعبہ کا فنا اور پورے حرم کو مکہ یا مسجد حرام کا فنا کہا گیا ہے: المسجد الحرام بمنزلة الفناء للكعبة و الحرم بمنزلة الفناء لمكة (مبسوط للسرھسی) اس سے منیٰ کا اصطلاحاً فنائے مکہ ہونا مراد نہیں ہے کیونکہ یہاں فناء سے محن بیت اللہ (حصہ مطاف) مراد ہے جو کہ شرعاً مسجد ہے یعنی وہ بھی بیت اللہ ہے اور مسجد حرام سے خارج اگرچہ مکہ یا حرم ہو مگر وہ شرعاً مسجد نہیں ہے اور اگر مسجد حرام سے مکہ مراد لیں اور پورے حرم کو فنائے مکہ کہیں جیسا کہ ”مبسوط“ کا لفظ ہے تب بھی اس سے تعظیم و تکریم مقصود ہے نہ کہ اصطلاحی فنائے شہر۔ اسلئے صرف لفظی اتحاد سے (کہ حرم فنائے مکہ ہے اور منیٰ حرم کا جزء ہے۔ نیز مکہ کی آبادی منیٰ سے متصل ہو گئی ہے لہذا منیٰ فنائے مکہ ہو جیسے دیگر فنائے مصر ہوتا ہے تو یہ) قیاس صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ فنائے مصر کی مسلم اور متفق علیہ تعریف: فقد نص الائمة على ان الفناء ما اعد لدفن الموتى و حوائج المصر کر کض الخیل و الدواب و جمع العساكر و الخروج للرمی و غیر ذلک منیٰ پر صادق نہیں آتی ہے کیونکہ منیٰ کی تخصیص ان امور میں سے کسی کیلئے ہے ہی نہیں۔

﴿تقدیرات شرعیہ کے خلاف حاکم وقت کے فیصلہ پر اعتماد﴾

(د) منیٰ اور مزدلفہ شرعاً دو الگ موضع ہیں اور اس میں ذرہ برابر اختلاف نہیں ہے لیکن موجودہ زمانہ میں مکہ کی کثرت آبادی کی وجہ سے دونوں کو داخل شہر کیا جا رہا ہے اس سلسلہ میں ایک دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ ”حکام وقت حکام تمدن ہوتے ہیں“ اور انکا فیصلہ قابل تسلیم ہوتا ہے یہ دراصل امام محمدؒ

کا قول ”ای موضع مصرہ الامام فھو مصر“ کا حاصل ہے یعنی جس کسی جگہ کو امام یعنی حاکم وقت آباد کرے اور اسے شہر بنائے تو وہ شہر کہلاتا ہے (معارف السنن) پس جب امیر مکہ نے منیٰ کو شہر مکہ میں داخل کرنے کا فیصلہ کیا تو انکا فیصلہ نافذ ہوگا اور منیٰ داخل شہر مانا جائے گا تو سوال یہ ہے کہ کیا حاکم وقت منیٰ اور مزدلفہ کو ایک موضع قرار دے سکتے ہیں جیسا کہ حکام وقت ضرورت کے موقع پر ایسا کرتے ہیں اور حاکم وقت کو اس کا اختیار ہوتا ہے اگر وہ یہاں نہیں کر سکتے تو اُسکی وجہ اسکے سوا اور کیا ہے کہ دونوں کی الگ الگ شرعی حد بندی نیز مشعر اور موضع عبادت ہونے کی وجہ سے شرعاً ایک دوسرے سے الگ ہے، موضع واحد قرار دینے میں استقلال شرعی باقی نہیں رہے گا۔

اسی طرح منیٰ کو مکہ کے مقابل استقلال حاصل ہے تحدید شرعی نے اسے مکہ سے الگ موضع بنا دیا ہے۔ پس فنائے مکہ کہہ کر یا اتصال آبادی کی وجہ سے تابع مکہ بنا کر یا شہر مکہ کا محلہ قرار دیکر موضع واحد کا حکم لگانا استقلال شرعی کو ختم کرنا ہے جو کسی طرح صحیح نہیں ہے کیونکہ حکام وقت جو حکام تمدن ہوتے ہیں انکے اختیارات وہاں کارگر ہوتے ہیں جہاں تقذیرات شرعیہ نہ ہوں، مقادیر شرعیہ میں حکام دنیا کو ادنیٰ تغیر و ترمیم کا حق نہیں ہے منیٰ کا مکہ سے الگ ہونا تقدیر شرعی ہے۔ پس جس طرح شہر کے کسی جانب سمندر ہو جس سے قدرتی تحدید ہو جاتی ہے ظاہر ہے دنیا کا کوئی بھی حاکم سمندر کے کچھ حصہ کو اپنے شہر کی آبادی میں داخل نہیں کر سکتا وہ قدرتاً آبادی سے خارج ہے اسی طرح منیٰ اور مزدلفہ مکہ سے شرعاً خارج مقام ہے اسے شہر کا جز قرار دینا تشریع کے خلاف ہے۔

﴿معی شرعاً مسجد حرام سے مستقل ہے﴾

(ھ) صفا اور مروہ بالاتفاق مشاعر میں سے ہیں اور اسکے مابین جس کا طول سات سو پچاس یا سات سو چھیاسٹ ذراع اور عرض ۳۵/ ذراع ہے (معلم الحجاج) اسے معیٰ کہا جاتا ہے صفا و مروہ اور معیٰ کے شرعی احکام مسجد حرام سے الگ ہیں چنانچہ جنبی آدمی اور حائض و نفساء معیٰ میں جاسکتے ہیں،

عورت بحالت حیض و نفاس سعی کر سکتی ہے کیونکہ سعی کے لئے بالاتفاق طہارت شرط نہیں ہے اما الطهارة من الجنابة والحیض فلیست بشرط (الحرلمیق) پس سعی کے شرعاً محدود ہونے اور صفا اور مروہ کے شعائر ہونے کی وجہ سے مسجد حرام سے مستقل ہے اور یہ استقلال دائمی ہے لہذا سعی اور صفا و مروہ کا شامل مسجد کر دئے جانے سے استقلال ختم نہیں ہوا ہے پس منی کو کہ وہ بھی مشعر اور محدود ہے اتصال آبادی کی وجہ سے سعی کے اندرون مسجد ہو جانے پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ منی کا مستقل موضع رہنا صفا اور مروہ کے استقلال سے (باوجود شامل مسجد ہو جانے کے) بالکل واضح ہو جاتا ہے۔

### ﴿بیوت ازواج مطہرات کے ادخال فی المسجد کی حیثیت﴾

(و) مسجد حرام اور مسجد نبوی کی توسیع میں جو قطعہ اراضی مسجد میں داخل کئے گئے ان کے ادخال سے خارج مسجد کا حکم مسجد کے حکم میں بدل گیا، چونکہ ان اراضی یا مکانات کی کوئی شرعی حد بندی نہیں ہے اور نہ کوئی مخصوص شرعی حکم بطور عبادت کے ثابت ہے اسلئے داخل مسجد کئے جانے سے شرع کے خلاف کوئی امر لازم نہیں آتا ہے، زیادہ سے زیادہ اگر اسکی تاریخی حیثیت نص سے ثابت ہے تو اسے علی حالہ آثار قدیمہ کے طریق پر باقی رکھنا مرغوب و مطلوب ہوتا ہے شرعاً ضروری نہیں ہے۔ لیکن اگر مخصوص ہونے کے ساتھ اسکی شرعی حیثیت بھی ہے یعنی مسجد کے حکم شرعی کے مقابل شریعت کا کوئی حکم ہے جو ادخال فی المسجد سے مانع ہے، تو پھر ظاہراً ادخال کے باوجود اسکا سابق حکم شرعی تبدیل نہ ہوگا، چنانچہ ازواج مطہرات کے حجرے حجرۃ عائشہؓ کو چھوڑ کر حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ نے اسے شہید کر کے داخل مسجد کر دیا وہ حصہ شرعاً مسجد کے حکم میں آگیا اور حجرۃ عائشہؓ چونکہ مقبرہ خاص ہے اسکا حکم شرعاً مسجد کے حکم سے الگ ہے اسے مسجد میں داخل نہیں کیا گیا اگرچہ توسیع کے نتیجے میں مسجد کے اندر ہے مگر وہ مخصوص حصہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے باقی صفہ وغیرہ کی حیثیت حکم شرعی کے اعتبار سے مسجد سے الگ نہیں ہے شرعاً جماعت خانہ کا حصہ ہے اور اسے نمایاں رکھنا شرعی حیثیت کو باقی رکھنے کیلئے نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ

اصحاب صفہ کی یادگار کے طور پر ہے۔ اسلئے منی و مزدلفہ کو شہر مکہ کے حکم میں داخل کرنے کیلئے بیوت ازواج مطہرات اور صُفَّہ کو مسجد نبوی میں داخل کرنے اور اسکی منصوبی حیثیت کو باقی رکھنے پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

### ﴿الحاق منی کے اثرات و ثمرات﴾

(۱) منی کو جزو مکہ (تابع مکہ) قرار دینے سے اگرچہ منی کے حدود اور حدود کے اندر پائے جانے والے مناسک علیٰ حالہ باقی رہیں گے لیکن تحدید و تشریع کی وجہ سے منی کو مکہ سے جو شرعاً استقلال حاصل ہے وہ باقی نہیں رہے گا۔

(۲) منی حرم میں ہونے کے باوجود اجماع علمائے امت سے خارج مکہ شمار کیا جاتا ہے اور دونوں مقام کے مغائر ہونے پر جو احکام وابستہ ہیں ان میں تغیر واقع ہوگا اور اجماع کے خلاف لازم آئے گا۔

(۳) منی کو بلدیت مکہ میں شامل کرنے سے منی کا ایک خاص حکم ”منی مناخ من سبق“ متاثر ہوگا کیونکہ مکہ میں تعمیر و تملک بقول راجح درست ہے لہذا منی میں بھی جزء مکہ ہونے کی وجہ سے تعمیر و تملک کو جائز قرار دیا جائے گا جو صریح حدیث شریف کے خلاف ہوگا۔

(۴) آٹھویں ذی الحج تک مکہ میں قیام سنت ہے اور یوم الترویہ کو طلوع کے بعد خروج من مکہ سنت ہے اس سے قبل منی جانا خلاف سنت ہے الحاق کی صورت میں خروج من مکہ کی سنت ختم ہو جائے گی اسلئے کہ خروج کا تحقق نہیں ہوگا اور آٹھویں سے پہلے منی چلے جانے پر خلاف سنت کا ارتکاب نہیں کہلائے گا۔

(۵) خروج الی منی یعنی ۸/ ویں ذی الحجہ کو قبل الزوال سنت ہے مگر یوم الترویہ جب یوم جمعہ ہو اور زوال سے قبل مکہ سے نہ نکل سکا تو ادائے جمعہ سے قبل نکلنا مکروہ ہے مگر منی کو تابع مکہ قرار دئے جانے

سے زوال کے بعد ادائے جمعہ سے قبل نکلنے کی کراہت نہ رہے گی۔

(۶) حاجی کے لئے قیام اور ممیت فی المنی جو کہ سنت مؤکدہ یا واجب ہے وہ حدود منی

میں خارج مکہ مراد ہے۔ الحاق کی صورت میں قیام اور ممیت داخل مکہ سمجھا جائے گا نہ خارج مکہ۔

(۷) منی کی شب گزاری کی سنت پر عذر ہونے کی وجہ سے عمل نہ ہو سکے تو عتاب نہیں ہے

لیکن الحاق کی صورت میں راحت و سہولت پسند طابع بلا عذر بھی عین مکہ میں قیام کو اختیار کریں گی جیسا

کہ واقعات پیش آنے لگے ہیں۔ تو یہ سنت بھی بغیر عذر کے متروک ہوگی

(۸) ۱۲/ ویں ذی الحجہ کو تمام حجاج باستثنائے چند منی سے نکل کر مکہ ہی کوچ کرتے ہیں چونکہ

منی خارج مکہ ہے اسی وجہ سے احادیث و فقہ میں یوم النفر کہا گیا ہے مگر الحاق منی یعنی جزء مکہ قرار دینے

کی صورت میں ”نفرا لی مکہ“ نہیں پایا جائے گا۔

(۹) الحاق کی صورت میں قیام مکہ اور ایام حج ملا کر مدت قیام پندرہ دن ہوتی ہے تو مسافر

حاجی مقیم بن جائے گا (الف) پس ایام حج میں اتمام کرے گا (ب) ایسے حاجی پر جمعہ کی نماز بھی واجب

ہوگی اگرچہ وہ منی میں ہو (ج) اگر حاجی صاحب نصاب ہے تو پھر حج کی قربانی کے علاوہ مالی قربانی بھی

واجب ہوگی۔

### ﴿خلاصہ تحقیق﴾

(۱) منی، مزدلفہ، اور عرفہ تینوں مقامات کا محدود و متعین ہونا۔ اور ان تینوں بلکہ مکہ سمیت

چاروں مقامات کے ساتھ مخصوص افعال حج کا متعلق ہونا اور افعال حج کو ان مقامات کے حدود کے اندر

ہی انجام دینا حجاج کیلئے خاص ہے یہ سب امور نصوص شرعیہ سے صراحتاً ثابت ہیں اور تا قیامت باقی

رہیں گے۔ (قرآن، حدیث و فقہ)

(۲) مکہ کا شہر ہونا، اور مکہ، منی اور مزدلفہ کا حرم میں ہونا اور حرم کے حدود کا متعین ہونا بھی

منصوص اور اجماعی ہے اور شہر مکہ کی حد اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے متعین ہوتی ہے مگر بلدیت اس میں محدود نہیں ہے، کہ اس سے تجاوز نہ ہو سکے کیونکہ کسی نص شرعی سے اسکی تحدید ثابت نہیں ہے۔ البتہ منی کو تحدید شرعی نے مکہ کی بلدیت سے خارج رکھا ہے۔

(۳) صحت ادا کے جمعہ کیلئے شہر یا فنائے شہر ہونا شرط ہے۔ قریہ صغیرہ اور صحراء میں جمعہ درست نہیں ہے البتہ جو گاؤں شہر سے متصل ہے یا خارج شہر جو حصہ فنائے مصر ہے اور وہ شہر سے متصل ہے تو وہ شہر کے تابع ہوتا ہے یہ بھی فقہاء کے یہاں مسلم ہے۔

(۴) سفر شرعی شروع ہو جانے کے بعد مسافر کیلئے ایسی جگہ میں جو اقامت کے لائق ہو مقیم ہو جانے کی وجہ سے اتمام کرنا ضروری ہے اور اقامت کیلئے مسلسل پندرہ یوم کی نیت کا ہونا شرط ہے، اور نیت اقامت کا موضع واحد میں ہونا معتبر ہے دو مستقل موضع میں نیت معتبر نہیں ہوگی ہاں اگر ایک اصل ہو اور دوسرا اسکے تابع تو پھر دونوں بھی موضع واحد کے حکم میں ہیں۔

(۵) منی اصطلاحاً فنائے مصر ”مکہ“ نہیں ہے اور منی کو فنائے مکہ کہنا تعظیماً و تکریماً لبت الحرام ہے۔ اور منی میں حجاج کی خاطر بعض رفاہی چیزوں مثلاً اسپتال کے انتظام سے فنائے مکہ نہیں کہلائے گا۔ کیونکہ منی کا ”معد لمناسک الحج“ ہونا من جانب الشارع متعین ہے پس ”اعداد لمصالح المصر“ پایا نہیں گیا۔

(۶) منی میں صحیح جمعہ کی وجہ میں اختلاف ہے، صحیح یہ ہے کہ امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایام موسم میں وہ شہر بن جاتا ہے اس لئے اقامت جمعہ درست ہے اور امام محمد کے نزدیک منی قریہ ہے موسم حج میں مصر جامع نہیں بنتا ہے۔ دوسری وجہ صحیح نہیں ہیں۔

(۷) منی کے تابع مکہ ہونے میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن وہ ادا کے جمعہ کے باب میں ہے قصر کے سلسلہ میں بالاتفاق منی مکہ سے علیحدہ موضع ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

(۸) مکہ اور منی دونوں بالذات اصل موضع ہیں اور کسی جگہ کا اصل و مستقل ہونا جس طرح انسان کی تجویز سے خواہ وہ فرد ہو یا حکومت معلوم ہوتا ہے اسی طرح شارع کی تحدید و تخصیص سے بھی استقلال ثابت ہوتا ہے۔

(۹) منی حرم میں ہونے کے باوجود بحیثیت شرع خارج مکہ وغیر مکہ ہے، جزء مکہ نہیں ہے۔ اور منی کا تحت ولایت امیر مکہ ہونا امر آخر ہے کیونکہ اس اعتبار سے عرفہ اور دیگر مقامات بھی تحت ولایت الامیر ہوتے ہیں۔

(۱۰) منی بطحاء سے قریب ہے اور بطحاء مکہ میں داخل ہے اسلئے کہ رسول اکرم ﷺ نے مع صحابہ کرام کے بطحاء میں ہی قیام فرمایا تھا پس منی مکہ سے قریب ہونے کے باوجود شرعاً مکہ سے الگ موضع ہے

(۱۱) مکہ اور منی کا علیحدہ ہونا حساً اور شرعاً دونوں اعتبار سے ہے تو ظاہراً آبادی کے اتصال سے شرعی اعتبار ختم نہیں ہوگا بلکہ تا قیامت رہے گا۔ پس اگر منی سے قبل کی آبادی ختم کر دی جائے کہ تعمیر و تخریب دونوں حکومت کے اذن سے ہوتی ہے تو پھر منی حسب سابق مکہ سے خارج کہلائے گا جیسا کہ خیر القرون سے اب تک خارج مکہ ہونے پر اجماع امت پایا جا رہا ہے۔

## ﴿مسک الختام﴾

پیش کردہ مفصل بحث و نظر سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ مکہ معظمہ اپنی خصوصیت اور مخصوص احکام کی وجہ سے دنیا کے عام شہروں کی طرح نہیں ہے بلکہ تکوین الہی اور تشریع خداوندی نے اسے بالکل ممتاز اور اعلیٰ بنایا ہے اسلئے مکہ کو غیر مکہ پر قیاس نہیں کیا جائے گا اسی طرح مکہ کے مضافات میں سے منی (اور مزدلفہ بھی) عام مضافات شہر کی طرح نہیں ہے کہ اتصال آبادی کی وجہ سے جزو شہر بنا دیا جائے بلکہ تحدید الہی اور تشریع مناسک نے دونوں کو مکہ سے خارج قرار دے رکھا ہے نیز منی پر فناء کی مسلمہ تعریف بھی صادق نہیں آتی ہے اسلئے منی کو قریہ متصل یا فناء متصل پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ تحدید اور تشریع احکام حج کی وجہ سے منی، مزدلفہ اور عرفات میں سے ہر ایک مشعر اور موضع عبادت ہے جیسے مسجد حرام بھی مشعر ہے نیز صفا اور مروہ بھی مشاعر ہیں اس حیثیت سے منی اور مزدلفہ کو مکہ معظمہ سے انفراد و استقلال حاصل ہے اور وہ حدود مکہ سے واقعہ خارج ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ منی اور مزدلفہ حرم میں ہونے کے باوجود شرعاً محدود و مخصوص ہونے کے ساتھ مکہ معظمہ سے مستقل بھی ہے۔ اور باعتبار استقلال متعدد احکام مشروع ہیں اسی وجہ سے تمام ائمہ کے نزدیک مکہ اور منی موضعین مستقلین ہیں لہذا استقلال شرعی کی حیثیت کو ختم نہیں کیا جاسکتا ہے اور نہ بندوں کو اس کا اختیار ہے اور الحاق سے منی کا استقلال باطل ہو جائے گا پس استقلال منی الحاق بمکہ سے مانع ہے اور اگر امر ظاہر و آبادی کو مد نظر رکھا جائے تو پھر تعارض ہو گا ظاہر و شرع کے تقاضوں کا۔ اور تعارض کی صورت میں ترجیح و اعتبار امر شرعی کو حاصل ہے پس حقیقتاً اتصال آبادی کے باوجود منی کو جزو مکہ بنایا نہیں جاسکتا ورنہ بعض تشریع احکام حج کے خلاف لازم آئے گا۔ نیز مکہ کا خارج مکہ ہونا یا موضع آخر ہونا جمیع فقہاء کے نزدیک امر یقینی ہے اور اب اتصال آبادی کی وجہ سے داخل مکہ ہونا امر مشکوک ہے اور الیقین لایزول بالشک۔ اگر مکہ اور منی کے درمیان بنے ہوئے مکانات میں رہنے والے متوطن نہیں ہیں بلکہ محافظین و ملازمین رہتے ہیں تب تو شہر

کی آبادی میں انکا اعتبار ہی نہیں ہے پھر تو منی جس طرح پہلے خارج مکہ تھا اب بھی بلا تردد خارج مکہ ہے۔ فقط هذا هو المرام بتحرير العبد الغريق في بحر الآثام الرجی من الله العفو والاكرام .

لہذا جو حاجی مسافر ایام حج سے قبل مکہ مکرمہ پہنچا اور منی کوچ کرنے سے پہلے یعنی ۸/ ذی الحجہ تک مسلسل پندرہ رات دن مکہ میں نہیں ہوتے ہیں تو وہ حاجی مسافر ہے اور ایام حج میں مسافر ہی رہے گا اور منی، عرفہ اور مزدلفہ میں قصر کرے گا نیز صاحب نصاب ہونے کے باوجود (مالی) قربانی مسافر ہونے کی وجہ سے واجب نہ ہوگی۔ البتہ حج سے فراغت کے بعد مکہ سے رخصت ہونے سے پہلے مکمل پندرہ دن یا اس سے زائد کا قیام ہو تو اب وہ مقیم کہلائے گا اور نمازیں پوری پڑھے گا۔ اور اگر ۸/ ویں سے پہلے پندرہ دن مکمل ہوتے ہیں تو مقیم بن جائے گا اور اب ایام حج میں بھی اتمام کرے گا اور اگر شرعاً غنی یعنی مالک نصاب بھی ہے تو اس پر اضحیہ یعنی مالی قربانی بھی واجب ہوگی خواہ یہ مالی قربانی حرم میں کرے یا اپنے وطن میں یا کسی اور جگہ کرائے البتہ ایام نحر ہونا شرط ہے۔ فيقصر ان نوى الإقامة في اقل منه اى في نصف شهر او نوى فيه (ای نصف شهر) لكن في غير صالح كنحو جزيرة او نوى فيه (ای فی صالح لہا) لكن بموضعين مستقلين كمكة و منى فلو دخل الحاج مكة ايام العشر لم تصح نيته لانه يخرج الى منى و عرفة فصار كنية الإقامة في غير موضعها وبعد عوده من منى تصح۔ پس مسافر قصر کرے گا اگر اس نے اقامت کی نیت پندرہ دن سے کم میں کی ہے یا پندرہ دن کی نیت کی لیکن جگہ شرعاً اقامت کے لائق نہیں ہے یا پندرہ دن کی نیت کی اقامت کے لائق جگہ میں لیکن دو مستقل موضع میں جیسے مکہ اور منی میں (ملا کر پندرہ دن مکمل ہوتے ہیں حالانکہ صحت اقامت کے لئے فی موضع واحد شرط ہے) لہذا اگر حاجی عشرہ ذی الحجہ میں مکہ مکرمہ داخل ہوا (اور پندرہ دن اقامت کی نیت کر لی) تو اسکی نیت صحیح نہیں ہے اسلئے کہ لامحالہ وہ منی اور

عرفات جائے گا پس دو مستقل موضع میں اقامت کی نیت پائی گئی جو صحیح نہیں ہے جیسے غیر صالح جگہ مثلاً بادیہ و صحراء میں اقامت کی نیت معتبر نہیں ہے ہاں منی سے لوٹنے کے بعد (اگر پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کرنا ہے تو اب) اقامت کی نیت صحیح ہوگی۔ (در مختار مع رد المحتار)

حضرت فقیہ الامت مفتی اعظم مفتی محمود حسن گنگوہیؒ تحریر فرماتے ہیں: جو لوگ کم از کم پندرہ روز مکہ معظمہ میں مقیم رہے پھر منی گئے اور عرفات گئے وہ وہاں پوری نماز پڑھیں گے اور جو لوگ اس سے کم مکہ شریف میں رہے وہ نماز قصر کریں گے۔ (فتاویٰ محمودیہ، ۱۰/۳۷، پاک)

فقط: واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم      کتبہ: رشید احمد فریدی

مدرسہ مفتاح العلوم تراج

۱۶/ ذی الحجہ/ ۱۴۳۶ھ

۲/ اکتوبر/ ۲۰۱۵ء

## مراجع ومصادر

- (۱) قرآن مجید
  - (۲) بخاری شریف
  - (۳) مسلم شریف
  - (۴) ابوداؤد شریف
  - (۵) مؤطا مالک
  - (۶) عمدة القاری
  - (۷) فتح الباری
  - (۸) بذل المجہود فی حل ابی داؤد
  - (۹) اوجز المسالک
  - (۱۰) معارف السنن
  - (۱۱) جزء حجة الوداع
  - (۱۲) اخبار مکہ
  - (۱۳) شفاء الغرام باخبار البلد الحرام
  - (۱۴) ایضاح المناسک
  - (۱۵) مناسک
  - (۱۶) ارشاد الساری الی مناسک القاری
  - (۱۷) البحر العمیق
  - (۱۸) احیاء العلوم
- للعینی  
 للعسقلانی  
 للسہارنفوری  
 لشیخ الحدیث  
 للبیوری  
 لشیخ الحدیث  
 لابی الولید الازرقی المکی  
 للفاسی  
 للنووی  
 للقاری  
 لحسین بن محمد المکی  
 لابی البقا المکی  
 للغزالی

- (١٩) البدايه والنهائيه لابن كثير  
 (٢٠) مبسوط للسرخسي  
 (٢١) كنز الدقائق للنسفي  
 (٢٢) هدايه للمرغيناني  
 (٢٣) بدائع للاكاساني  
 (٢٤) البحر الرائق لابن نجيم المصري  
 (٢٥) انهر الفائق  
 (٢٦) تبين الحقائق  
 (٢٧) فتح القدير شرح هدايه لابن همام  
 (٢٨) عنايه شرح هدايه للعيني  
 (٢٩) فتح باب العنايه شرح النقايه للقاري  
 (٣٠) الفقه على مذهب الاربعه  
 (٣١) غنيه للمستملئ شرح منية المصلئ  
 (٣٢) تقرير ترمذئ لشيخ الاسلام  
 (٣٣) حجة الله البالغه للشاه الدهلوي  
 (٣٤) رحمه الله الواسعه للباينوري  
 (٣٥) معلم الحجاج لمفتئ احمد سعيد دهلوي  
 (٣٦) فضائل حج لشيخ الحديث  
 (٣٧) فتاوى تاتارخانيه لعالم بن العلاء

- (۳۸) فتاویٰ ہندیہ للعالم گیری
- (۳۹) فتاویٰ سراجیہ لسراج الدین التیمی
- (۴۰) فتاویٰ قاضیخان لتقاضی خان
- (۴۱) فتاویٰ محمودیہ لفقیہ الامت
- (۴۲) فتاویٰ (مختارات النوازل) للمرغینانی
- (۴۳) مراقی الفلاح شرح نورالایضاح
- (۴۴) طحاوی علی المراقی للطحاوی
- (۴۵) مجمع الانہر
- (۴۶) حدود المشاعر
- (۴۷) زاد المعاد لابن القيم الجوزی
- (۴۸) ارض القرآن لسید سلیمان ندوی
- (۴۹) قاموس الفقہ لمولانا خالد سیف اللہ
- (۵۰) جزیرۃ العرب لمولانا رابع الندوی
- (۵۱) اصح السیر لعبدالرؤف دانا پوری

